مغفرتِ ذنب

ڈاکٹر صاحبزادہ
ابوالخیر محمد زبیر

مغفرت ذنب

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

رکن الاسلام پبلیکیشنز
آزاد میدان حیرآباد حیدرآباد

کتاب ـــ مغفرت ذنب
مصنف ـــ صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر
کمپوزنگ ـــ صاحبزادہ فائز محمود
اشاعت اول ـــ ۱۹۹۸ء / ۱۴۱۹ھ
قیمت ـــ ______
ناشر ـــ رکن الاسلام پبلیکیشنز
آزاد میدان ہیر آباد حیدرآباد

فہرست

پیش لفظ ـــــــــ ۳

عصمت انبیاء کا تحفظ ـــــــــ ۵

دوسرا عقیدہ ـــــــــ ۶

علمی اختلاف ـــــــــ ۷

مسئلہ مغفرت ذنب ـــــــــ ۹

محبت و احترام اعلیٰحضرت ـــــــــ ۱۰

خلاصۂ کلام ـــــــــ ۱۲

آغاز کتاب ـــــــــ ۱۴

اعتراض ـــــــــ ۱۴

جوابات ـــــــــ ۱۵

اول ـــــــــ ۱۵

ثانی ـــــــــ ۱۶

ثالث ـــــــــ ۱۷

رابع ـــــــــ ۱۸

قول خراسانی و مکی ـــــــــ ۱۹

قول ضعیف اور غیر مقبول ـــــــــ ۲۰

اول ـــــــــ ۲۰

ثانی ـــــــــ ۲۴

خلاصۂ کلام ―――― ۲۸

ثالث ―――― ۲۸

رابع ―――― ۳۰

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر ―――― ۳۱

مفتی احمد یار خاں صاحب کی تفسیر ―――― ۳۲

خامس ―――― ۳۳

سادس ―――― ۳۳

سابع ―――― ۳۴

ثامن ―――― ۳۵

علامہ سعیدی کی تحقیق ―――― ۳۵

تاسع ―――― ۳۶

اعتراض ―――― ۳۶

جواب اول ―――― ۳۷

جواب ثانی ―――― ۳۸

اعتراض ثانی ―――― ۳۹

جواب اول ―――― ۴۰

جواب ثانی ―――― ۴۵

خلاصۂ کلام ―――― ۴۷

علمی اختلاف ―――― ۴۸

اعلحضرت کا کلام ―――― ۵۰

صدرالافاضل کا کلام ―――― ۵۵

اعلحضرت کے والد کا کلام ―――― ۵۷

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھندو پاک میں جہاں قادیانیت، خارجیت، پرویزیت جیسے نئے نئے فرقے پیدا ہوئے۔ وہاں ایک اور خطرناک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جارہی ہے۔ اور جس طرح بعض فرقوں نے اللہ تعالی کی توحید اور اس کی عظمت کی آڑ میں اسکے پیارے نبیوں کی گستاخیاں کیں اسی سے ملتا جلتا طریقہ اس نئے فرقے میں بھی اختیار کیا جارہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کی آڑ میں بڑے بڑے نبیوں ولیوں اور صحابہ کو گستاخ بے ادب اور کافر بنایا جارہا ہے۔ مثلاً اس فرقے کا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ آیۃ مبارکہ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر میں جو ذنب کی نسبت اللہ تعالی نے حضور کی طرف دی ہے۔ اسکا ترجمہ اور تشریح کرتے وقت خواہ ذنب کے کوئی سے بھی معنی لیے جائیں اسکی کوئی سی بھی تاویل کی جائے بہرحال لفظ ذنب یا اسکا ترجمہ گناہ، یا خطاء وغیرہ سے کر کے اسکی نسبت حضور کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی گستاخی جہالت اور گمراہی ہے ایسا کرنے والا نبی کا گستاخ اور کافر ہے۔ توہین رسالت کی جو سزا ہے وہ اسپر نافذ کی جائے گی، جہنم اسکا مقدر ہے، آخرت اسکی برباد ہو گئی، عبداللہ بن ابی کیساتھ اسکا حشر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم نبی معصوم نے بھی دی ہے۔۔۔۔ خود حضور نے اپنی طرف نسبت دی ہے۔۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے دی ہے۔۔۔۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے دی ہے۔۔۔۔ امام غزالی نے دی ہے۔۔۔۔ امام رازی نے دی ہے۔۔۔۔ امام عسقلانی نے دی ہے۔۔۔۔ امام قسطلانی نے دی ہے۔۔۔۔ علامہ سیوطی نے دی۔۔۔۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے دی ہے۔۔۔۔ اسکے علاوہ سینکڑوں مفسرین و محدثین نے حضور کی طرف یہ نسبت دی ہے

تو گویا اس فرقے کے اس نظریہ کی رو سے معاذاللہ ثم معاذاللہ یہ تمام انبیاء صحابہ اولیاء مفسرین محدثین سب کافر ہوگئے ،انکا جہنم مقدر ہوگیا ،انکی آخرت برباد ہوگئی ،انکا عبداللہ بن ابی جیسا حشر ہوگا۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ۔

اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ فتوی جاری کرنے والوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ صرف انبیاء و اولیاء اور مفسرین و محدثین ہی نہیں بلکہ جس شخصیت کو وہ سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں اور جس کی محبت میں وہ یہ سب فتوے نافذ کر رہے ہیں یعنی اعلحضرت فاضل بریلوی؄ اور انکے والد گرامی وہ خود اس فتوی کی زد میں آکر کافر قرار پارہے ہیں۔ کیونکہ اعلحضرت فاضل بریلوی کے کلام میں بھی دوسرے مقامات پر ذنب کا تعلق حضور سے ثابت ہورہا ہے (جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے)۔۔۔ یہی نہیں بلکہ اعلحضرت کے والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب؄ کے کلام میں تو ذنب کے معنی گناہ سے کرکے اسکی نسبت حضور کی طرف ثابت ہورہی ہے ۔۔۔۔۔ جبکہ علامہ فضل حق خیر آبادی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی شاہ ولی اللہ شاہ عبدالقادر شاہ رفیع الدین مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی مفتی اعظم ھند مفتی محمد مظہر اللہ شاہ صاحب۔ غزالی زماں علامہ سید ابو سعید شاہ کاظمی؄ علامہ محمد عمر اچھروی علامہ محمد شفیع اکاڑوی۔ رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین علامہ غلام رسول رضوی علامہ اشرف سیالوی دامت برکاتھم کے تراجم اور کلام میں بھی ذنب یا اسکے معنی لفظ گناہ یا خطاء سے کرکے تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ تو کیا معاذاللہ اعلحضرت فاضل بریلوی انکے والد گرامی مولانا نقی علی خاں صاحب انکے خاص خلیفہ علامہ فضل حق خیر آبادی شیخ عبدالحق محدث دھلوی شاہ ولی اللہ مفتی محمد مظہر اللہ شاہ صاحب مخدوم جہانگیر سمنانی حضرت غزالی زماں اور دیگر مندرجہ بالا اکابر علماء و فقہاء یہ سب کے سب کافر ہوگئے؟ کیا انکی آخرت بھی برباد ہوگئی کیا انکا بھی جہنم مقدر ہوگیا؟ معاذاللہ۔ اس فرقے کے اس نظریہ پر اور فتوی پر اتنی حیرت نہیں جتنی اس بات پر ہے کہ اس ملحدانہ فتوی کی تائید و تعریف اور تصدیق بعض اہلسنت والجماعت کے سادہ لوح علماء سے بھی ہوگئی ہے اور وہ بھی عشق رسول کے نعرہ میں

آکر اس مکروہ اور خطرناک فرقے کے دام فریب میں آگئے ہیں۔ اور اس قسم کی کافرانہ اور ملحدانہ باتوں کی تعریف و تصدیق کر بیٹھے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ عشق مصطفٰی کی آڑ میں نبیوں اور ولیوں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار اور تمام مفسرین و محدثین حتی کے اعلیحضرت اور انکے والد گرامی کو کافر بنا کر کس طرح لوگوں کے ایمان برباد کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور ایک نئے خطرناک فرقے کو جنم دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا خطرناک منصوبہ بنایا جارہا ہے۔

عصمت انبیاء کا تحفظ:۔

یہ فرقہ عوام کو تو یہ کہہ کر بیوقوف بنالیتا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ یا تشریح کرتے وقت اگر ذنب یا اس کے معنی گناہ، خطاء سے کرتے ہوئے اسکی نسبت حضور کی طرف برقرار رکھی گئی تو اس سے عصمت انبیاء کا مسلمہ عقیدہ مجروح ہو جائیگا۔ لیکن وہ علماء جن کی احادیث و تفاسیر پر وسیع نظر ہے وہ انکے دام و فریب نہیں آسکتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مفسرین نے یہاں ذنب اور گناہ کی ایسی ایسی تاویلیں کی ہیں کہ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر ان الفاظ کی نسبت حضور کی طرف کی جائے تو اس سے عصمت انبیاء پر ذرہ برابر کوئی آنچ نہیں آتی بلکہ اس سے حضور کی عظمت و شان مزید آشکارا ہوتی ہے۔ (جیسا کہ اس کی تفصیل کتاب میں آگے آرہی ہے۔) حتی کے ایک معنی تو مفسرین نے ایسے بیان کیے ہیں کہ اس کے لحاظ سے اس آیت میں ذنب یا اس کے معنی گناہ سے کرتے ہوئے اسکی نسبت حضور کی طرف کرنے سے عصمت انبیاء کے خلاف نہ صرف یہ کہ کوئی معنی ظاہر نہیں ہورہے بلکہ اس کے برعکس عصمت امام الانبیاء کا اعلان ہورہا ہے۔ اور اس تفسیر کی روشنی میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا

تاکہ اللہ تعالیٰ بچالے اور محفوظ فرمالے آپکو آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

اب یہاں ذنب کی نسبت جو قرآن میں حضور کی طرف دی گئی ہے اس نسبت میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل بھی نہیں کرنا پڑا وہ قرآنی نسبت بھی بدستور حضور کی طرف برقرار رہی اور عصمت انبیاء پر کوئی حرف آنے کے بجائے عصمت امام الانبیاء کا

تحفظ ہی نہیں بلکہ واضح الفاظ میں اسی آیت کے اندر اسکا اعلان بھی ہوگیا۔

دوسرا عقیدہ:-

اس فرقے کا دوسرے عقیدہ جو انکی باتوں سے پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ انکے نزدیک اعلحضرت فاضل بریلوی کا مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ہے کیونکہ جب اس فرقے کے سامنے یہ بات رکھی جاتی ہے کہ آیۃ مبارکہ " لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر " کا یہ ترجمہ کرنا کہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے " یہ حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اس آیۃ مبارکہ کے متعلق صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالی نے یہ تو بیان کردیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر اگلی آیۃ مبارکہ " لیدخل المؤمنین والمؤمنات " نازل ہوئی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، مسند احمد، تفسیر کبیر، روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر ساوی، تفسیر در منثور) اس صحیح حدیث مبارک میں صحابہ کرام کا اس آیۃ کے متعلق یہ فرمانا کہ "یہ تو اللہ نے بیان کردیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا" اور پھر اپنے متعلق سوال کرنا کہ "ہمارے ساتھ کیا ہوگا"۔ یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ اس آیت میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت ہرگز مراد نہیں لہذا اب اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت مراد لینا یہ اس حدیث کے صریح خلاف ہے۔ (اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث کے یہ ترجمہ خلاف ہے جسکی تفصیل آگے آرہی ہے) چنانچہ جب یہ احادیث مبارکہ انکو سنائی جاتی ہیں تو اسکے سنے کے باوجود اس فرقے کے لوگوں کا اصرار یہی ہوتا ہے کہ کچھ بھی ہو یہ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ تو گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ انکی نظر میں حضور کی حدیث غلط ہوئی چونکہ ترجمہ اور حدیث آپس میں ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ اس لیے ان دونوں میں سے کوئی ایک صحیح ہوگا اگر وہ ترجمہ کو صحیح کہتے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ حدیث کو غلط قرار دے رہے ہیں تو گویا اس فرقے کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کی اعلحضرت کے قول کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں یعنی معاذاللہ ثم معاذاللہ انکی نظر میں اعلحضرت کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہیں بڑھکر ہوا۔اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس توہین رسالت کو محبت رسول اور عشق رسول کا نام دیا جاتا ہے۔اور جو حدیث کو ٹھکرا کر اس توھین رسالت کے کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا الٹا اسکو گستاخ رسول کہا جاتا ہے ۔ حالانکہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔کہ اسوقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسکو اسکے باپ اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں ۔کیا تمام لوگوں سے زیادہ حضور سے محبت اسی کو کہتے ہیں کہ اعلحضرت کی محبت میں انکے قول کو حضور کے قول پر ترجیح دی جائے اور انکے قول کے مقابلے میں حدیث رسول کو بھی ٹھکرادیا جائے ؟۔کیا اسی کا نام عشق مصطفے ہے یا اس عشق مصطفے کی آڑ میں کسی نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جارہی ہے ؟۔

علمی اختلاف:۔

اس فرقے کے لوگوں سے جب حدیث رسول کا کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو اعلحضرت سے علمی اختلاف کرنے کو انکی گستاخی بے ادبی اور اسکو انکی دشمنی قرار دیکر عوام کے اندر بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ کہہ کر عوام کو بددل کیا جاتا ہے کہ یہ ادنی حضرت اعلی حضرت کے مدمقابل آکر انپر زبان طعن دراز کرکے بے باکی اور منہ زوری کا مظاہرہ کررہے ہیں ۔ حالانکہ یہ انکی سوچ درست نہیں ۔۔۔ دیکھئے علمی مسائل پر حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابوھریرہ ؓ سے اختلاف کیا حضرت امیر معاویہ ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے اختلاف کیا۔۔۔ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام مالک اور امام اعظم ابوحنیفہ نے ایک دوسرے اختلاف کیا۔۔۔ خود امام اعظم ابوحنیفہ کے نامور شاگر امام ابو یوسف اور امام محمد نے اپنے استاد امام اعظم سے اختلاف کیا۔۔۔ حتی کے خود اعلحضرت فاضل بریلوی نے بھی بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور مسلمہ فقہاء سے اختلاف کیا۔۔۔ اعلحضرت سے محبت رکھنے والے بہت سے اہلسنت کے نامور اکابر علماء اور فقہاء نے اعلحضرت کی حیات ظاھری میں بھی اور آپکے وفات کے بعد بھی بہت سے علمی مسائل پر آپ سے اختلاف کیا ۔۔ کیا معاذاللہ یہ اختلاف کرنے والے اس علمی اختلاف کے باعث ایک

دوسرے کے دشمن کہلائیں گے ایک دوسرے کے گستاخ اور بے ادب قرار پائیں گے۔ کیا اعلحضرت نے بڑے بڑے علماء اور فقہاء سے اختلاف کر کے کیا انپر زبان طعن دراز کی ہے؟ کیا انسے منہ زوری کی ہے کیا انہوں نے انکی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں علمی مسائل میں یہ اختلاف زحمت یا عداوت نہیں بلکہ خدا کی رحمت ہے۔ اور نہ صرف صحابہ اور تابعین واکابرین بلکہ خود اعلحضرت کی بھی سنت ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلوی کے خاص شاگرد اور خلیفہ اور آپکے اولین سوانح نگار حضرت مولانا ظفرالدین بہاری نے اپنی تصنیف میں اعلحضرت کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز اعلحضرت فاضل بریلوی اور تاج الفحول حضرت علامہ مولینا شاہ عبدالقادر بدایونی کے درمیان صفات باری تعالی کی عینیت اور غیریت کے مسئلہ پر اختلاف ہوگیا کافی بحث و تحقیق کے بعد طے پایا کہ اسکا فیصلہ اسطرح ہوگا کہ حضرت سید شاہ اچھے میاں کی تصنیف ائین احمدی دیکھتے ہیں اسمیں جو لکھا ہوگا وہ سبکو ماننا پڑے گا۔ اعلحضرت نے بھی اس فیصلہ کو تسلیم کرلیا۔ چنانچہ جب وہ کتاب منگائی گئی اور اس کو دیکھا تو اس میں حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کی بات کی تصدیق نکلی یہ دیکھ کر اعلحضرت نے کسی ہٹ دھری کا مظاہرہ نہیں فرمایا بلکہ بغیر کسی تردد کے اپنی بات سے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ چونکہ میرے مرشدان عظام نے یہ فرمادیا ہے لہذا میں بغیر کسی دلیل کے آپکی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ (حیات اعلحضرت ص ۴۵) اس واقعہ سے اعلحضرت کی توہین نہیں بلکہ آپکی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں حق واضح ہونے کے بعد اسکو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا بلکہ حق کو تسلیم کرلیا۔ اور اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس اختلاف کرنے پر حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی اعلحضرت کے گستاخ یا دشمن نہیں بن گئے۔ یہی وجہ ہے جس طرح اعلحضرت تاج الفحول حضرت شاہ عبد القادر بدایونی کا پہلے ادب کرتے تھے اسی طرح آخر تک ادب کرتے رہے۔ اور اس ادب اور احترام کے رشتوں میں آپ نے سر مو فرق نہیں آنے دیا۔

ثابت ہوا کہ کسی علمی مسئلہ پر اعلحضرت سے اختلاف کرنے کو انکی بے ادبی و

گستاخی یا انکی دشمنی یا انسے بغض و عداوت پر اسکو محمول کرنا یا اختلاف کرنے والے کو سنیت اور اسلام سے ہی خارج کردینا یا واجب القتل قرار دیدینا یہ طرز فکر درست نہیں۔ بلکہ خود اعلحضرت کے طریقہ کے منافی ہے۔

مسئلہ مغفرت ذنب:۔

مغفرت ذنب کے مسئلے پر فقیر کی اتنی بساط اور ہمت نہیں کہ اعلحضرت جیسے عظیم ذات کے کسی قول کے متعلق کوئی لب کشائی کرسکوں۔ کیونکہ وہ علم کا سمندر ہیں فقیر انکے سامنے سمندر کا ایک معمولی سا قطرہ ہے۔ لیکن اعلحضرت نے اس سلسلے میں جو ترجمہ فرمایا ہے۔ وہ علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس نظریہ کے مطابق ہے جس کا آج سے کئی سو سال پہلے امام رازی اور علامہ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علماء اور فقہاء بڑے وزنی دلائل کے ساتھ اسکا رد فرما چکے ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ قول صریح احادیث کے خلاف ہے۔ ہوسکتا ہے یہ ناقل کی غلطی سے اعلحضرت کی طرف یہ قول منسوب ہوگیا ہو۔ جبکہ حقیقت میں انکا قول ہی نہ ہو۔ یا پھر ہوسکتا ہے کہ بے شمار علمی دینی تبلیغی اور روحانی کاموں میں انہماک کے باعث اعلحضرت کی توجہ ان احادیث مبارکہ کی طرف نہ گئی ہو جنکی مخالفت اس قول میں لازم آرہی ہے۔ ورنہ ان جیسے سچے عاشق رسول سے یہ ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ حدیث کے خلاف کسی قول کو اختیار فرماتے بلکہ جیسا کہ اوپر حضرت مولانا ظفرالدین رضوی ؒ کے حوالے سے ایک واقعہ درج ہوا اس کے مطابق اگر اعلحضرت کی ظاھری حیات میں یہ بات انکے سامنے آجاتی تو یقیناً وہ اسی طرح اس قول سے فوراً رجوع فرمالیتے جس طرح انہوں نے عینیت و غیریت کے مسئلے پر اپنے قول سے رجوع فرماکے حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کی بات کو تسلیم فرمالیا تھا۔ لہذا اس مسئلے پر اعلحضرت کی طرف سے ہرگز کوئی بدگمانی ذہن میں نہ لائی جائے۔ ہاں البتہ اب جبکہ یہ بات واضح ہوکر سامنے آگئی ہے کہ یہ معنی صریح احادیث کے خلاف ہیں۔ اب کسی عاشق رسول کو یہ زیب نہیں دے تاکہ وہ حضورؐ کی حدیث کے مقابلے میں کسی کے قول کو ترجیح دے اور اسکو صحیح بتائے۔ کیونکہ اسطرح وہ جانتے بوجھتے دیدہ دانستہ قصداً اور عمداً حضورؐ کی حدیث کو ٹھکرا رہا ہے۔

جو کم از کم کسی مسلمان کے شایان شاں نہیں۔

محبت و احترام اعلحضرت:-

جہاں تک اعلحضرت فاضل بریلوی سے ہماری قلبی تعلق دلی محبت اور انکی علمی عظمت کی بات ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نزدیک اعلحضرت فاضل بریلوی کی ذات اس دور کی ایک محیر العقول علمی اور روحانی شخصیت تھی۔ انکو اللہ تعالی نے علم و حکمت کے جس بحر بیکراں سے نوازا تھا اسکی نظیر اس صدی میں ملنا مشکل ہے۔ آپ نے اس صدی میں جس طرح عشق مصطفے کی روشنی پھیلائی اور گستاخان رسالت کا مقابلہ کر کے عظمت مصطفے کے ہر طرف جو پرچم بلند کیے، علم مصطفے کی خوشبوں سے جسطرح عالم کو مہکایا وہ آپکے ایسے کارہائے نمایاں تھے جنہوں نے ہر عاشق رسول کو آپکا گرویدہ بنادیا تھا۔ اور اسی کے باعث فقیر اور فقیر کے آباؤ اجداد کے قلوب بھی اعلحضرت کی محبت سے لبریز ہیں۔ حالانکہ فقیر کا اور فقیر کے آباؤ اجداد کا اعلحضرت فاضل بریلوی سے نہ استاد شاگردی کا تعلق ہے نہ پیری مریدی کا رشتہ ہے نہ انکے نام پر اپنے مدرسوں رسالوں اور خانقاہوں کے نام رکھ کر کھانے کمانے کا ہمارا کوئی دھندہ ہے بلکہ ہمارے دار العلوم کا نام تو جامعہ مجددیہ ہے ہم تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے منگتے ہیں اور انہیں کے نام کا کھاتے ہیں لیکن اسکے باوجود اعلحضرت سے صرف عشق رسول کی بنیاد پر بے پناہ محبت بھی رکھتے ہیں اور عشق کی حد تک ان سے پیار بھی کرتے ہیں۔ اور اعلحضرت بھی فقیر کے آباؤ اجداد سے بڑی محبت فرماتے تھے اور انکا بڑا احترام فرمایا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ان القاب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو میرے جد امجد (دادا) مشہور زمانہ کتاب رکن دین کے مصنف وقت کے عارف کامل حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ اور اعلحضرت فاضل بریلوی نے اپنے مکاتیب میں ایک دوسرے کیلئے تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ نے اعلحضرت کے نام اپنے دو مکاتیب میں آپکو ان القاب سے یاد فرمایا

تاج العلماء، مایاء ناز ماسنیاں، مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خاں صاحب مد اللہ ظلالکم۔

(فتوی رضویہ، ج ۹ ص ۱۱۶/۱۱۷)

قامع بدعت و ضلالت جامع معقول و منقول جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضھم وبرکاتھم۔

(فتوی رضویہ ج ۳ ص ۳۵۶)

اسکے جواب میں اعلحضرت فاضل بریلوی نے حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ کو ان معزز القاب سے مخاطب فرمایا۔

مولانا المکرم ذی المجد الکرم اکرمکم الاکرم تعالی و تکرم

(فتوی رضویہ جلد ۹ ص ۱۱۸)

بملاحظہ مولانا الجبل المکرم المکین جعل اللہ تعالی ممن شید بھم رکن الدین

(فتوی رضویہ ج ۳ ص ۳۵۷)

اسی طرح جب ایک زمانہ میں خود اعلحضرت فاضل بریلویؒ اور انکے رفقائے کار پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں نازیبا اشعار کہنے اور اسکے شائع کرنے پر انکی توہین وگستاخی کرنے کا الزام لگایا گیا تو دہلی میں جامع مسجد فتح پوری کے شاہی امام و خطیب اور ہندوستان کے اسوقت اہلسنت والجماعت کے مایہ ناز اور مقتدر عالم فقیہ اور عظیم مفتی اور خانقاہ مسعودیہ کے سجادہ نشین اور میرے نانا حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہؒ سے اعلحضرت اور انکے رفقاء کے خلاف فتوی منگائے گئے لیکن میرے نانا نے اعلحضرت اور انکے رفقاء کے خلاف فتوی دینے کے بجائے اپنے کئی تفصیلی فتووں میں اعلحضرت کا بھرپور دفاع فرمایا اور انکی طرف سے صفائی پیش کی۔ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اس الزام سے انکی اور انکے رفقاء کی مکمل برائت کا اظہار واعلان فرمایا۔ فتوی مظہریہ کے صفحات ۳۸۶ تا ۴۰۵ آج بھی اس کے گواہ ہیں۔

جبکہ اس موجودہ دور میں انہیں مفتی اعظم حضرت شاہ مظہر اللہؒ کے نور نظر اور لخت جگر انکی روحانی نسبتوں کے امین اور سجادہ نشین اور میرے ماموں حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ جو ماہر رضویات کے نام سے اہل علم میں معروف و مشہور ہیں۔ انہوں نے فاضل بریلوی کو بدنام کرنے والی گستاخان رسالت کی تحریکوں اور انکی مذموم سازشوں کا پردہ چاک کرکے آپ کے حسین و دلربا کارناموں سے

سارے عالم کو روشناس کرایا اور آپکی عظمتوں کے پرچم دنیا کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں لہرادیئے۔

اعلحضرت سے ایسی والہانہ محبت رکھنے والے اسی خاندان کا میں بھی ایک فرد ہوں میں نے جب سے آنکھ کھولی ہے اعلحضرت کے محبت اور عظمت بھرے تذکروں کی خوشبوؤں سے اپنے گھر کی در و دیوار کو معطر اور بسا ہوا پایا ہے۔ ایسی ماحول میں پروان چڑھنے والا اعلحضرت کی ادنی سی اہانت یا بے ادبی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اپنے آباؤ اجداد اور اکابرین کے ممدوح اور محبوب کی شان میں کوئی نازیبا بات کہنا تو کجا کسی دوسرے سے سنا بھی گوارا نہیں کرسکتا اور بالخصوص جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دامن سے وابستہ ہو اور حضرت مجدد پاک کے اس ارشاد پاک پر جس کا یقین کامل ہو کہ

اس گروہ (اولیاء) کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی مایوسی کا باعث ہے۔ و نیز شیخ الاسلام ھروی فرماتے ہیں کہ الہی تو جسکو اپنے دربار میں دھتکارنا چاہتا ہے اسکو تو ہمارا مخالف بنادیتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۰۶ بنام محمد صادق کشمیری)

ایسا شخص اعلی حضرت جیسے ولی کامل کی طرف سے دل میں کسی بھی قسم کا بغض و عداوت لاکر ہمیشہ کی محرومی کا سودا کبھی نہیں کرسکتا۔ لہذا اس علمی اختلاف کو اعلی حضرت کی بغض و عداوت رکھنے یا انکی اھانت پر اسکو محمول کرنا کسی طرح سے بھی درست نہیں۔ اور نہ اس سے اعلحضرت کے علمی مقام و مرتبہ میں کوئی کمی واقع ہوگی۔

خلاصۂ کلام:۔

بہرحال میں نے اشد ضرورت محسوس کی کہ اس مغفرت ذنب کی تحقیق کو مع اسکے مکمل دلائل کے پوری دیانت داری اور خلوص نیت کیساتھ تحریر کردیا جائے۔ تاکہ علماء کے درمیان جو بدگمانیاں پھلائی جارہی ہیں اسکا سد باب بھی ہوجائے اور اس مسئلہ کی آڑ میں انبیاء و اولیاء اور اعلحضرت اور انکے والد گرامی کو کافر بے ادب اور گستاخ بناکر جس نئے خطرناک فرقے کی بنیاد ڈالی جارہی ہے اسکے مکر و فریب سے عوام و خواص کو بھی آگاہ اور

ہوشیار کرکے انکے متاع ایمان کو بھی لٹنے سے بچالیا جائے۔

اللہ تعالی میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور جو لوگ اس نئے فرقے کے دام و فریب میں پھنس رہے ہیں۔ انکو اللہ تعالی اس سے محفوظ رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عاصی و خطاء کار مغفرت رب کا امیدوار

ابوالخیر محمد زبیر

آزاد میدان ہیرآباد حیدرآباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام معصوم ہیں۔ بالخصوص حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان نبوت سے قبل نہ بعد نہ صغیرہ نہ کبیرہ نہ قصداً نہ سہواً الغرض آپ سے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ آپ ہر قسم کے گناہ۔ معصیت اور خطاء سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ اور یہ ایسا عقیدہ ہے جسپر سلف و خلف کا اجماع ہے۔ اور صحابہ کرام سے لیکر آج تک مجھ گنہگار سمیت ہر مسلمان کا یہی عقیدہ، ایمان اور یقین ہے اور اسمیں کسی مسلمان کو کبھی بھی کسی دور میں بھی ذرہ برابر کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔

اعتراض .... اب اس اجماعی اور متفقہ عقیدہ پر اعتراض ہوگیا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لئے ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔ (سورۃ محمد آیت ۱۹)
ترجمہ:۔ اور آپ اپنے ذنب کے لئے اور مؤمنین و مؤمنات کے لئے استغفار کیجئے۔

(۲) لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر۔ (سورۃ فتح آیت ۲۰)
ترجمہ:۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے آپکے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب۔

(۳) عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم۔ (سورۃ توبہ آیت ۴۳)
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو معاف فرمادیا آپ نے ان لوگوں کو کیوں اذن دے دیا۔

اسی طرح حدیث مبارک میں آتا ہے۔

واللّٰہ انی لاستغفر اللّٰہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۴)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استغفار اور توبہ تو گناہوں پر کی جاتی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم ہیں تو پھر ان

آیات میں حضور کو استغفار اور توبہ کا کیوں حکم دیا جارہا ہے ؟ آپ کے استغفار کرنے کا کیا مطلب ؟ جب آپ کے کوئی گناہ نہیں تو آپ استغفار کیوں کرتے ہیں؟ معافی اور مغفرت تو گناہوں پر ہوتی ہے جب آپ کے سرے سے کوئی گناہ ہی نہیں تو قرآن میں آپکی مغفرت اور معافی کا جو اعلان کیا جارہا ہے اسکا کیا مطلب ؟ جب آپ معصوم ہیں تو پھر قرآن میں اللہ تعالی نے یہ جو فرمایا ہے کہ "ہم نے آپ کے ذنب" کو معاف کردیا اسکے کیا معنی ؟ جب آپ کا کوئی گناہ نہیں تو پھر قرآن میں اللہ تعالی نے "ذنبک" فرماکے ذنب یعنی گناہ کی نسبت آپکی طرف کیوں دی؟

جوابات .... ان اعتراضات کے علمائے کرام اور مفسرین عظام نے اپنی اپنی کتابوں اور تفسیروں میں متعدد جوابات دیئے جنمیں سے کچھ جوابات درست اور صحیح ہیں جبکہ کچھ جوابات غیر صحیح اور ضعیف ہیں۔ علماء اور محدثین و مفسرین کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں مختلف اقوال نقل کردیتے ہیں اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مصنف نے جتنے اقوال نقل کیے ہیں اسکی نظر میں وہ سب کے سب درست اور صحیح ہیں بلکہ بعض انکی نظر میں درست اور صحیح اور راجح ہوتے ہیں اور بعض غیر صحیح اور مرجوح ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ان اعتراضات کے مفسرین کرام نے متعدد جوابات نقل فرمائے ہیں جنمیں سے بعض درست اور صحیح ہیں اور بعض غیر صحیح اور ضعیف ہیں۔

ان جوابات میں علمائے کرام اور مفسرین عظام کے نزدیک جو پسندیدہ اور راجح اور درست اور صحیح جوابات ہیں وہ انمیں سے چند نقل کیے جاتے ہیں۔

اول:۔

علامہ ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اسکا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ الذنب بالنسبة اليه عليه الصلوٰة و السلام ما هو الادنى بمنصبه الجليل و رب شئى حسنة من شخص سيئة من آخر كما قيل حسنات الابرار سيئآت المقربين۔ (علامہ سید محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۵۰ / تفسیر ابو سعود ج ۔ ص ۔۔) آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں ذنب کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف دی گئی ہے اس "ذنب" یعنی (گناہ) سے ترک اولیٰ مراد ہے یعنی گویا وہ ترک اولیٰ امور اگرچہ حقیقت میں ذنب اور گناہ نہیں لیکن آپکے عالیشان مرتبہ کے لحاظ سے وہ بمثل ذنب اور گناہ کے ہیں۔ لہذا حسنات الابرار سیئات المقربین کے بمصداق اس صورتاً گناہ کو بھی اللہ نے معاف فرمادیا۔ اسی توجیہ کو تفسیر روح البیان نے بھی سب سے پہلے ذکر کر کے اپنے نزدیک اس قول کے مختار ہونے کی طرف اشارہ فرمادیا۔ (روح البیان۔ اسماعیل حقی ج ۹ ص ۹۔ ۸)

ثانی:-

ایک اور حسین جواب ذکر کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ ان لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی کل لحظۃ عروجا الی مقام اعلی ما کان فیہ فیکون ماعرج منہ فی نظرہ الشریف ذنبا بالنسبۃ الیٰ ماعرج الیہ فیستغفر منہ (علامہ سید محمود آلوسی۔ تفسیر روح المعانی، ج ۱ص ۸۲/۵۰)

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ اور ہر آن اعلیٰ سے اعلیٰ مقام قرب کی طرف عروج حاصل ہورہا ہے۔ تو جس مقام قرب سے آپ عروج حاصل کرتے تھے وہ مقام قرب بھی اس اعلیٰ مرتبہ قرب کی نسبت آپکو گناہ اور ذنب لگتا تھا لہذا یہاں کسی حقیقی گناہ یا ترک اولیٰ کی مغفرت کا ذکر نہیں۔ بلکہ آپکی نگاہ مبارک میں جو مقام بُعد گناہ لگتا تھا اسکی مغفرت اور اسی کی استغفار کا ذکر ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس معنیٰ اور جواب کی تائید میں ایک لطیف اشارہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ المراد ما ھو ذنب فی نظرہ المعانی صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عندہ تعالی کمایرمز الی ذالک الاضافۃ (روح المعانی ج ۱ص ۸۲)

آپ فرماتے ہیں کہ "ذنبک" میں ذنب کی جو اضافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دی گئی ہے اس میں بھی اشارہ اسی مذکورہ بالا معنیٰ کی طرف موجود ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک نہ یہ گناہ ہے اور نہ ترک اولیٰ ہے بلکہ اے محبوب آپ اسے گناہ سمجھ رہے ہیں لہذا آپ کے خیال مبارک میں جو گناہ ہیں وہ بھی ہم نے معاف کیا۔

اسی معنی کو حنفیوں کے عظیم محدث علامہ ملا علی قاری نے بھی اختیار فرمایا ہے (شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض، ملا علی قاری ج ۱ ص ۲،۳)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے بھی حدیث مبارک "وانہ لیغان علی قلبی" کی تشریح کرتے ہوئے اسی نفیس معنی کو اختیار فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ

آنحضرت در ہر لحہ بمقام قرب ترقی در ترقی بود و مشاہدات اورادر رنگ تجلیات حق نہایت نہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر آن پردہ از نور جلال و شہود میگشت و بتجلی نوری بالاتر آزاں بر طرف یشد بس بتوقف در مقام اول بعد از انکشاف مقام ثانی استغفار میکرد کہ چرادر انجاماندہ بودم وایں راز تقصیرات خودمی پنداشت (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۴۴۰)

ثالث:۔

(الف) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنا پسندیدہ اور مختار قول اور جواب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ المغفرۃ ھنا کنایۃ عن العصمۃ فمعنی لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک و فیماتاخر منہ (جواھر البحار فی فضائل النبی المختار، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی ج ۲ ص ۱۲۹۴)

یعنی یہاں اس آیت میں حضور کی مغفرت کنایہ ہے عصمت سے لہذا اس آیت میں حضور کی عصمت یعنی آپکے معصوم ہونے کا اعلان ہے کہ اے محبوب ہم نے آپکی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے بالکل محفوظ اور معصوم کردیا ہے۔

(ب) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی جواب اپنے انداز سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔" والغفران ھو الستر علی القبیح ومن عصم فقد ستر علیہ قبائح الھوی"۔ (تفسیر کبیر، امام رازی، ج ۷، ص ۵۲۱) امام رازی اس توجیہ کو ثالثھا وجہ حسن لکھکے ترجیح دیتے ہوئے اور اسکو اپنا مختار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مغفرت سے مراد اور اسکے معنیٰ "ستر" کے ھیں لہذا اس آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالی نے آپکے ہونے والے گناہوں اور آپکے

درمیان ستر اور پردہ ڈال دیا لہذا وہ گناہ آپ تک پہنچ ہی نہیں سکے یعنی آپ گناہوں سے بالکل محفوظ اور معصوم رہے۔

(ج) اسی جواب کو حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اختیار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ المغفرۃ ھھنا تبرئۃ عن العیوب۔ (جواھر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی ج ۳ ص ۱۳۹۳) یعنی یہاں حضور کی مغفرت سے حضور کا تمام عیوب و نقائص سے محفوظ اور پاک ہونا مراد ہے۔ علامہ جمل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی توجیہ ذکر فرمائی ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے۔ علامہ قسطلانی بھی اسکو نفیس ترین اور لطیف ترین جواب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقد کتب لہ براءۃ من الذنوب ان یفعلھا و اذا منعہ من فعلھا فقد ستر ھا عنہ و ھذا من الطف الاجوبۃ (زرقانی علی المواھب الدنیۃ، علامہ قسطلانی ج ۵ ص ۲۰۹) یعنی ان گناہوں کے کرنے سے آپ کو روکدیا گیا یعنی آپ گناہوں سے بری اور معصوم ہیں اور یہ جواب سب سے نفیس ترین اور لطیف ترین جواب ہے۔ اور اس صورت میں آیۃ مبارکہ کا اردو میں ترجمہ یوں ہوگا۔

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

اس جواب کے متعلق اپنی حتمی رائے ظاہر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ و ھذا القول فی غایۃ الحسن۔ کہ یہ انتہائی حسین قول ہے۔

رابع:۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کا اپنے عارفانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ و ھو تشریف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من غیر ان یکون ھناک ذنب۔ (جواھر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی ج ۳ ص ۱۳۹۳)

آپ فرماتے ہیں کہ حضور کی مغفرت ذنوب کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ حقیقت میں حضور کے کوئی گناہ تھے اور وہ معاف کردئے گئے بلکہ یہ ایک تعظیم و تکریم کا جملہ ہے جو عزت افزائی اور حضور کی فضیلت و شان اور مرتبہ و مقام کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے ۔جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب سے خوش ہوکر کہدے کہ جا میں نے تجھے سات

خون معاف کیے۔ تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سات خون کیے ہیں وہ بادشاہ نے معاف کیے ہیں بلکہ اس جملہ سے اسکے مقام قرب کو بتانا مقصود ہے اسی طرح یہاں بھی حضور کے لئے مغفرت ذنوب کا اعلان فرما کہ اللہ کی بارگاہ میں آپکے محبوبیت کے مقام کو بتانا مقصود ہے۔

اس جواب کے متعلق علامہ سبکی فرماتے ہیں قدتاملت ھذا الکلام فوجدتہ لا یحتمل الا وجھا واحدا۔ کہ میں نے اس مسئلہ میں بہت غور و فکر کیا اور تمام جوابات کو دیکھا لیکن یہاں اس جواب کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں بنتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی اسی جواب کو اختیار فرماتے ہیں۔ (نسیم الریاض، خفاجی، ج ا ص ۲۷۳)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی جواب کو اختیار فرماتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ۔ شیخ عبدالحق ج ا ص ۱۲۴)

بلکہ تمام اقوال اور جوابات میں آپ نے اسکو ترجیح دی ہے۔ اور سب سے بہترین قول اسکو قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ بہترین اقوال آنست کہ ایں کلمہ تشریف است مر آنحضرت را از جانب مولیٰ تعالیٰ بے آں کہ ذنب وجود داشتہ باشد چنانچہ صاحب مر بندہ خود را بگوید کہ گناہان ترا۔ بخشیدیم تو فارغ البال باش و ہیچ اندیشہ مکن اگرچہ آں بندہ گناہ نداشتہ باشد (اشعۃ اللمعات۔ شیخ عبدالحق ج ا ص ۱۲۷/ ۱۲۸)

قول خراسانی و مکی:۔

کتب تفاسیر و سیرت وغیرہ میں علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کا ایک قول اور جواب بھی نقل کیا گیا ہے۔ کہ اس آیت میں ذنبک سے آپکی امت کے گناہ مراد ہیں۔ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ترجمہ میں یہی جواب اختیار فرماتے ہوئے اس آیۃ مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر

ترجمہ:۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

قول ضعیف اور غیر مقبول:۔

لیکن آج سے سینکڑوں سال پہلے علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس جواب اور قول کو جو اعلحضرت نے بھی اختیار فرمایا ہے امام رازی اور علامہ سیوطی جیسے معتبر اور مستند مفسرین کرام اور علمائے عظام نے نہ صرف یہ کہ اسکو غیر مقبول اور ضعیف قرار دیا بلکہ بڑے وزنی دلائل سے اسکا رد اور ابطال بھی فرمایا۔

علامہ عطاء خراسانی کے اس قول کا رد اور ابطال کرنے والی اور اس جواب کو غیر مقبول اور غیر صحیح قرار دینے والی یہ وہ شخصیات ہیں جو آج بھی علمی حلقوں میں متفقہ طور پر مسلمہ ہیں۔ انمیں سے ایک علامہ سیوطی اس قول کے متعلق فرماتے ہیں (فھذہ اثنا عشر قولا کلھا غیر مقبولہ۔الی۔وھذہ ضعیف) (یہ بارہ اقوال سب کے سب غیر مقبول ہیں جبکہ قول (خراسانی) ضعیف ہے۔ (الجواہر البحار ۔۔بحوالہ القول المحرر لعلامہ جلال الدین سیوطی۔ج ۴ ص ۲۱۱۔ ۲۱۳ مطبوعہ مصر)

اور دوسری عظیم شخصیت امام فخرالدین رازی اس قول کا ان الفاظ میں رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وھو بعید (تفسیر کنز ج، ص ۵۲۱)

اس قول کے بعید، غیر صحیح، غیر مقبول، ضعیف ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

اول:۔

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کی اس توجیہ اور اس قول کے صحیح نہ ہونے کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ توجیہ اور قول ایک نہیں بلکہ متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(الف) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر مرجعہ من الحدیبیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد انزلت علی اللیلۃ آیۃ احب الی مما علی الارض ثم قرأھا علیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ھنیئا مریئا یانبی اللہ بین اللہ عزوجل مایفعل

نک فما ذا یفعل بنا فنزلت علیه صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتہا الانہار حتی بلغ فوزا عظیما۔

(ترجمہ) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے روئے زمین کی ہر شئی سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر حضور نے صحابہ کے سامنے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔ اسپر صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی مبارک ہو آپکو ۔اللہ تعالی نے یہ تو بیان فرمادیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا اسپر یہ آیۃ شریفۃ نازل ہوئی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہار۔ فوزا عظیما تک. یہ وہ حدیث ہے جسکو تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۲۹۶) تفسیر روح المعانی (ج ۹ ص ۸۶) تفسیر مظہری (ج ۹ ص ۴) تفسیر صاوی (ج ۴ ص ۹۵) تفسیر کبیر (ج ۷ ص ۵۳) مسند احمد بن حنبل (ج ۳ ص ۲۱۰) صحیح بخاری، (ج ۲ ص ۷۱۶/ ۶۰۰) صحیح مسلم (ج ۲ ص ۱۰۶) جامع ترمذی (۹۶۹) سنن نسائی، مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ ،درمنثور (جلال الدین سیوطی) (ج ۶ ص ۷۱) جیسی تقریبا تمام معتبر اور مشہور تفاسیر واحادیث کی کتابوں نے اسکو ذکر کیا ہے۔ اور اسکی متعدد اسانید اور طرق نقل کر کے اسکو صحیح قرار دیا ہے۔۔

اس حدیث مبارک میں واضح طور پر صحابہ کا اس آیۃ مبارکہ "لغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک" کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ ذنبک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنب (ترک اولی) کی مغفرت ہی مراد ہے یہاں امت کے ذنب کی مغفرت ہرگز مراد نہیں ورنہ صحابہ کے اس قول پر حضور فوراً فرمادیتے کہ تم نے غلط سمجھا یہ آیۃ مبارکہ میرے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے متعلق ہے۔ لیکن حضور کا تردید نہ فرمانا بلکہ اپنے صحابہ کے استفسار پر اسکے فوراً بعد والی آیت "لیدخل المؤمنین والمؤمنات" کا نازل ہونا اس بات پر نص صریح ہے کہ لیغفر لک اللہ والی آیت میں ذنبک سے امت کے ذنب ہرگز مراد نہیں اور نہ

ہی اسمیں امت کی مغفرت مراد ہے۔ بلکہ اسمیں حضور کی مغفرت ذنب کا ذکر ہے جبکہ امت کے گناہوں کی مغفرت کا اگلی آیت میں ذکر آرہا ہے لہذا اس آیت میں امت کی مغفرت مراد لینا یہ حدیث کے صریح خلاف ہے۔

ہاں البتہ اب اس صورت میں ذنب یعنی گناہ کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد نہیں ہونگے بلکہ وہی معنی مراد لیے جائینگے جیسا گذشتہ اوراق میں ابھی ذکر ہوا تاکہ عصمت انبیاء کے مسلمہ عقیدہ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

(ب) عن المغیرہ بن شعبة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلّی حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتکلف ھذا و قد غفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر قال افلا کون عبدا شکورا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ / صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷ / جامع ترمذی ص ۸۶ / سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰ / سنن ابن ماجہ ص ۱۰۲)

ترجمہ:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی لمبی) نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت (کیوں) اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولی کام) کی مغفرت کر دی گئی ہے آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

صحاح ستہ کے معتبر کتابوں میں مذکورہ اس صحیح اور معتبر حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ عبادت کرنے پر صحابہ کا آپ سے یہ عرض کرنا کہ آپ اتنی کیوں عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ یہ اس بات پر نص صریح ہے کہ صحابہ کرام کی نظر میں بھی آیۃ مبارکہ ماتقدم من ذنبک میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے امت کی مغفرت مراد نہیں۔ ورنہ اگر اس آیۃ مبارکہ میں امت کے گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اسکا جواب یہ ارشاد فرماکے نہ دیتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ بلکہ صحابہ کو یہ جواب ارشاد فرماتے کہ تم نے غلط سمجھا ہے یہ آیت تو تمہارے لیے یعنی میری امت کے لیے نازل ہوئی ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے قول کی تردید نہ کرنا بلکہ "افلا اکون عبداً شکوراً" فرما

کے انکے قول کی ایک طرح سے تصدیق وتائید کرنا اس بات پر واضح دلالت کرتا ہے کہ "لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک" والی آیت میں مغفرت سے امت کے گناہوں کی مغفرت مراد نہیں بلکہ خود حضور سرور دوجہاں کی مغفرت (آپکے شان کے لائق جیسا کہ پہلے توجیہیں بیان کی گئی) مراد ہے۔ لہذا اس آیت میں امت کے مغفرت مراد لینا یہ اس حدیث مبارک اور صحابہ کے قول اور انکے عقیدہ اور نظریہ کے بھی خلاف ہے۔

(ج) عن عمر بن ابی سلمة انه سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایقبل الصائم فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سل هذه لام سلمة فاخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصنع ذالک فقال یارسول اللّٰه قد غفر اللّٰه لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اما واللّٰه انی لاخفاکم واخشاکم له (صحیح مسلم ج۱ص۳۵۲)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ مسئلہ ام سلمہ سے پوچھو حضرت ام سلمہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اسطرح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولی کام) کی مغفرت فرمادی ہے۔ حضور نے انسے فرمایا کہ سنو! خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا ہوں۔

اس حدیث کا بھی واضح طور پر مطلب یہی ہے کہ وہ صحابہ روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کو گناہ سمجھ رہے تھے جب حضرت ام سلمہ نے انکو بتایا کہ حضور روزہ میں اسطرح کرتے ہیں تو انہوں نے کہا یارسول اللہ آپ کے تو اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کردی گئی ہے۔ یعنی آپ اگر ایسا کرلیں تو کوئی حرج نہیں لیکن ہمیں تو اس کام سے بچنا چاہیے اب اسکے جواب میں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میری مغفرت کا کہاں اعلان ہوا ہے وہ تو امت کی مغفرت کا اعلان ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں یعنی اگر یہ کام گناہ کا ہوتا تو میں کبھی نہ کرتا۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام

کے نزدیک بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت (آپکے شایان شان)ہی مراد ہے ۔امت کی مغفرت مراد نہیں اگر کوئی اس آیت سے امت کی مغفرت مراد لیتا ہے تو وہ صحابہ کے عقیدہ نظریہ اوراس حدیث کے معنیٰ ومفہوم کی صریح مخالفت کرتا ہے۔

ثانی:۔

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس قول کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس "مغفرت ذنب "کو اپنی ایک خصوصیت قرار دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور بے شمار علماء اور مفسرین اور محدثین نے بھی اسکو حضور کی خصوصیات اور آپکی اہم اور خاص فضیلتوں میں اسکا شمار کیا ہے۔ جبکہ علامہ خراسانی اور مکی کا قول اگر لیا جائے تو اس صورت میں اسکا تعلق حضور سے نہیں بلکہ اپکی امت سے ہوگا ۔اور اس وقت وہ آپکی کوئی خصوصیت نہیں ہوگی۔ تو گویا اس قول خراسانی کے اختیار کرنے میں نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت کا کم کرنا اور آپکی ایک فضیلت کا انکار لازم آئیگا۔ بلکہ وہ تمام احادیث اور اقوال آئمہ بھی (معاذاللہ)لغواور بے کار اور غلط ہو جائینگے جسمیں اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپکی فضیلتوں میں سے ایک اہم فضیلت اور خصوصیت شمار کیا ہے۔

(الف)عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست لم یعطهن احد قبلی غفر لی ماتقدم من ذنبی وماتاخر واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد کان قبلی. وجعلت امتی خیر الامم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا واعطیت الکوثر ونصرت بالرعب والذی نفسی بیده ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن دونه ۔رواه البزار واسناده جید۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۹)

ترجمہ:۔ ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں میرے تمام اگلے پچھلے ذنوب (خلاف اولی کام)کی مغفرت کردی گئی ہے۔ میرے لئے

مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ میری امت کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور مطہر بنا دیا گیا ہے۔ مجھے کوثر عطاء کی گئی ہے۔ اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارا پیغمبر قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کا حامل ہوگا اور آدم اور اسکے سوا تمام انبیاء اس جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ اس روایت کو بزاز نے نقل کیا ہے اور اسکی سند عمدہ ہے۔

ب) عن عکرمة قال سمعت ابن عباس یقول ان اللّٰہ عز و جل فضل محمدا صلی اللّٰہ علیه وسلم علی اهل السماء و علی الانبیاء قالوا یا ابن عباس ما فضله علی اهل السماء قال لان اللّٰہ عز و جل قال لاهل السماء من یقل منهم انی اله من دونه فذالک نجزیه جهنم کذالک نجزی الظلمین۔ وقال اللّٰہ تعالی لمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلم انا فتحنا لک فتحاً مبینا لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک و ما تاخر قالوا یا ابن عباس ما فضله علی الانبیاء قال لان اللّٰہ یقول و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه وقال اللّٰہ لمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلم و ما ارسلناک الا کافة للناس فارسله اللّٰہ عز و جل الی الانس و الجن۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۵ / دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۵ ص ۴۸۳۔۴۸۶) (رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح غیر الحکم بن ابان وھو ثقہ۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۴۔۲۵۵)

ترجمہ:۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمان والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس! آسمان والوں پر آپکی فضیلت کی کیا دلیل ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا اسلئے کہ اللہ تعالی نے آسمان والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ اور فرشتوں میں سے جس نے یہ کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے۔ اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تا کہ اللہ تعالی آپکے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولی کام) کی مغفرت فرمادے۔ لوگوں نے کہا اے ابن عباس! حضور کی

انبیاء پر فضیلت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے ہر رسول کو اسکی قوم کی زبان میں مبعوث کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے سو آپ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں سواء حکم بن ابان کے اور وہ بھی ثقہ ہے۔

(ج) اسی طرح شیخ عزالدین بن عبد السلام اپنی کتاب " نہایۃ السول فیما سخ من تفضیل الرسول " میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے خصائص، فضائل اور کمالات کا ذکر فرما رہے ہیں وہاں حضور کے لئے اعلان مغفرت کو آپکی ایک اہم خصوصیت اور فضیلت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں فضل اللہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی سائر الانبیاء بوجوہ — ومنہا ان اللہ تعالی اخبر انہ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ وماتاخر ولم ینقل انہ تعالی اخبر احدا من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بمثل ذالک بل الظاہر انہ سبحانہ وتعالی لم یخبر ھم۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، بحوالہ القول المحرر لعلامہ جلال الدین سیوطی، ج ۳ ص ۱۳۹۲)

آپ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی اور رسول کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت اور یہ مقام عطاء نہیں فرمایا کہ انکو انکی مغفرت کی خوشخبری سنادی گئی ہو۔ یہ صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ انکے اگلے اور پچھلے ذنوب کی مغفرت کی خبر آپکو پہلے سے سنادی گئی۔

(د) اسی طرح علامہ حافظ امام اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کے اس اعلان کو آپکے خصائص و کمالات میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ھذا من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التی لایشارکہ فیھا غیرہ ولیس فی حدیث صحیح فی ثواب الاعمال لغیرہ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ وماتاخر وھذا فیہ تشریف عظیم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۰۷)

آپ فرماتے ہیں کہ آپکی مغفرت کی خبر یہ آپکی ایسی خصوصیت ہے کہ جسمیں آپکا

کوئی شریک اور ثانی نہیں۔ اسمیں آپکی عظیم بزرگی اور منزلت کا اظہار ہے۔

(ر) اسی طرح مواھب اللدنیۃ اور زرقانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور آپکی امت کے خصائص کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کے ذکر میں آپکی اس خصوصیت اور آپکے اس عظیم کمال کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔(ومنها انه غفر له ماتقدم من ذنبه وما تاخر) بالخصوصة اخبلاره بذالک تعظیماله بادخال السرور علیه۔

(س) حضرت شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کے ذکر کا جب آغاز کرتے ہیں تو اولاً خصائص کے معنیٰ اور مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وصل ایں فضائل و معجزات بود کہ مشترک است میان انبیاء وَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واما فضائل و معجزات دیگر کہ مخصوص است بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آنرا خصائص وے صلی اللہ علیہ وسلم خوانند بسیار است و خارج از حد و عدد حصرو لیکن آنچہ ظاھر بود و در قید و ضبط علماء محصور است مذکو می شود"

آپ فرماتے ہیں کہ اب تک تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص اور معجزات کا ذکر کیا جو آپ میں اور دیگر انبیاء میں مشترک تھے لیکن اب حضور کے ان فضائل و معجزات کا ذکر شروع کر رہا ہوں جو صرف حضور کے ساتھ خاص ہیں۔ اور ایسے فضائل کو آپکے خصائص کہا جاتا ہے۔ انمیں سے حضور کے بہت سے خصائص کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"واز آنجملہ آنست کہ آمرزیدہ شد آں حضرت علیہ السلام راما تقدم من ذنبہ وما تاخر" یعنی اگرچہ ہمہ انبیاء مغفور اند وتعذیب انبیاء جائز نیست ولیکن بتصریح خبر دادہ نشد ہیچ یکے را بایں فضیلت واخبار کردہ نشد بداں وتصریح ان مخصوص بحضرت محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ از غم واندیشہ خود فارغ شدہ بخاطر جمع بحال امت فی پرداز دو بہ شفاعت در مغفرت ذنوب و رفع درجات ایشاں میکوشد صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوۃ، شیخ عبد الحق محدث دھلوی، ج ۱ ص ۱۱۳-۱۲۵)

آپ فرماتے ہیں کہ ان خصائص میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپکے اگلے اور پچھلے ذنب بخشدیئے گئے ہیں۔ اسکے بعد علامہ غز الدین کا قول (جو گزشتہ اوراق میں منقول ہے) نقل کرنے کے بعد اسکی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگرچہ تمام انبیاء مغفور ہیں لیکن صراحت کیساتھ کسی کو اس فضیلت کی خبر نہیں دی گئی جبکہ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کو صراحت کیساتھ آپکی مغفرت کی خبر دے دی گئی تاکہ آپ اپنے غم اور اندیشہ سے فارغ ہو کر یکسوئی کیساتھ اپنی امت کی شفاعت میں مصروف ہو جائیں۔

خلاصہ کلام:۔

اب جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ذنبک سے امت کے ذنب کی مغفرت مراد لینا بس یہی قول صحیح ہے، حضور کی مغفرت مراد لینا یہ بالکل غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے اسکے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا بس صرف اتنا عرض کرونگا کہ صحابہ کرام علمائے متقدمین و متاخرین مفسرین و محدثین بالاتفاق جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، عزت، شوکت، فضیلت اور خصوصیت کا موجب بتا رہے ہوں اسکو گستاخی اور بے ادبی کہدیا جائے، اور جسکو وہ غیر مقبول، مردود، ضعیف، بعید، غیر حسن، حدیث کے خلاف اور حضور کی شان کم کرنے والا سمجھ رہے ہوں اسکو اعلی اور ارفع کہا جائے تو اسکے لئے بس یہی کہا جاسکتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

ثالث:۔

علامہ عطاء خراسانی کے جواب اور قول کے غلط ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ قول حدیث شفاعت کے بھی منافی ہے کیونکہ کتب صحاح کی مشہور طویل اور صحیح حدیث شفاعت میں ہے۔

فیاتون عیسیٰ فیقول لست هناکم ولکن ائتوا محمدا عبدا غفر اللّٰہ له ماتقدم من

ذنبہ و ماتاخر ۔(صحیح بخاری. صحیح مسلم. مشکوٰۃ المصابیح)
پھر سب (حشر کے میدان میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائنگے میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں لیکن تم جاؤ حضرت محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس وہ ایسے عبد کریم ہیں کہ اللہ تعالی نے انکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

مذکورہ حدیث شفاعت میں اسی آیۃ مبارکہ "لیغفر لک اللہ" کی طرف اشارہ ہے اور "غفر اللہ لہ" سے واضح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان آپکی مغفرت کا ذکر کیا جارہا ہے جبکہ یہاں امت کی مغفرت مراد لینا کئی وجوہات کی بناء پر درست اور صحیح نہیں بنتا۔

(الف) اگر امت کی مغفرت ہوگئی تو پھر امت کا حشر کے میدان میں پریشان پھرنا، مختلف انبیاء کی خدمت میں شفاعت کا طلبگار ہونا، آخر میں حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا اور حضور کا "انا لہا" فرمانا یہ سب بے معنی ہوجائیگا۔ شفاعت کا مفہوم ہی ختم ہوجائیگا۔

(ب) اس حدیث میں سیاق و سباق بھی اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ کیونکہ اس سے قبل مخلوق کے شفاعت طلب کرنے پر ہر نبی اپنی سابقہ لغزشوں کا ذکر فرماکر معذرت کا اظہار کررہے ہیں اسکے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور کے لئے غفر اللہ لہ فرمانا یہ حضور ہی کے ایک اعلی مقام کا اور وصف خاص کا ذکر ہوگا نہ کہ امت کا۔

(ج) بعض احادیث شفاعت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "و ہی فی ھذا المقام آمنا" کہ آج کے دن وہ ہی بے خوف اور مطمئن ہیں۔ یہ الفاظ بھی اسی معنی کی تائید کررہے ہیں جو اس مقام پر اس حدیث سے صراحۃً ظاہر ہورہے ہیں اور اس حدیث کے تمام شراح بھی بالاتفاق یہی بیان کررہے ہیں کہ آپکی مغفرت دراصل آپکا ایک اعزاز اور آپکی ایک اھم خصوصیت ہے۔ اور یہ اعلان پہلے سے اسلئے کردیا گیا تاکہ آپ اپنی طرف سے مطمئن ہوکر اطمئنان سے بے خوف ہوکر اپنی امت کی شفاعت فرمائیں جبکہ اگر امت کی مغفرت مراد لی جائے تو حضور کا مطمئن ہوکر امت کی شفاعت کرنے کا مفہوم ہی ختم ہوجانے گا

حالانکہ مقتدر علماء آپکی شفاعت کبری کے مقام کو اسی مغفرت کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ شیخ عزالدین عبد السلام فرماتے ہیں لان کل واحد منهم اذا طلبت منه الشفاعة في الموقف ذكر خطيئته التي اصاب وقال نفسي ولو علم كل واحد منهم بغفر ان خطيئته لم ينكل منها في ذالك المقام واذا استشفعت الخلائق بالنبي صلى الله عليه وسلم في ذالك الموقف قال انالها۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ جب قیامت کے دن انبیاء سے شفاعت طلب کی جائیگی تو وہ اپنی اپنی لغزشوں کا ذکر کرتے ہوئے نفسی نفسی فرمائینگے جبکہ اگر انکو انکی بخشش اور مغفرت کا مژدہ پہلے سے سنا دیا جاتا تو وہ کبھی شفاعت سے انکار نہ کرتے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ مغفرت کا مژدہ پہلے سے سنا دیا گیا ہے اسلئے آپ اپنی طرف سے بالکل مطمئن ہو کر انا لہا کہتے ہوئے امت کی شفاعت فرمائینگے۔

بہر حال ثابت یہ ہو گیا کہ لیغفرلک اللہ میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ اس آیت مبارکہ میں امت کی مغفرت مراد لینا۔ اس حدیث شفاعت کے بھی خلاف ہے۔

رابع:-

علامہ عطاء خراسانی کے قول اور توجیہ کے غیر صحیح اور ضعیف ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ بعض احادیث مبارکہ میں آیۃ مبارکہ " وما ادری مایفعل بی ولا بکم " (الاحقاف ۹/۴۶) کی جو تفسیر بیان کی گئی یہ توجیہ اسکے بھی خلاف ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قاضی عیاض اور ابن منذر کے حوالے سے احادیث مبارکہ نقل کی ہے کہ جب آیۃ مبارکہ وما ادری مایفعل بی ولا بکم نازل ہوئی تو کفار بہت خوش ہوئے اسکے بعد پھر اللہ تعالی نے یہ آیۃ مبارکہ نازل فرمائی لیغفرلک اللہ ماتقدم الآیۃ۔ اسپر صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ آپکو مبارک ہو یا رسول اللہ! اللہ تعالی نے یہ تو بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ کیا کریگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اسپر اگلی آیت نازل ہوئی لیدخل المؤمنین والمؤمنات الآیۃ۔ (۱) جواہر البحار.. بحوالہ القول الحرر علی قولہ لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر ج ۳ ص ۱۳۹۳ (۲) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔ قاضی عیاض ج ۲ ص ۱۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ لیغفرلک اللہ والی آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم " کے جواب میں نازل ہوئی ہے اور ظاہر ہے یہ جواب اسی وقت بنیگا جب لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک والی آیت میں مغفرت سے حضور کی مغفرت اور لیدخل المؤمنین والمؤمنات میں امت کی مغفرت مراد لی جائے ورنہ "ما ادری ما یفعل بی "کا جواب نہیں بن سکیگا صرف "ولا بکم "کا جواب بنیگا جبکہ حدیث مبارک کی رو سے یہ "یفعل بی ولا بکم" دونوں کا جواب ہے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر:-

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے بھی اس آیۃ مبارکہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے اور لیغفرلک اللہ ماتقدم والی آیت کو وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کا جواب بلکہ اسکے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔ اور اپنے کلام میں واضح طور پر لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک والی آیت میں مغفرت ذنب کا تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا؟

یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہونے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ تعالی کے نزدیک ہمارا اور محمد کا حال یکساں ہے انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں اگر یہ قرآن انکا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو انکا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دے تا کہ انکے ساتھ کیا کریگا تو اللہ تعالی نے یہ آیت لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہار۔ اور یہ آیت نازل فرمائی بشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔ تو اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اور مؤمنین کے ساتھ کیا (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۰۴)

مفتی احمد یار خاں صاحب کی تفسیر:۔

حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس آیۃ مبارکہ کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ اور اسمیں "لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک" والی آیت سے وماادری مایفعل بی ولا بکم والی آیت کو ناسخ قرار دیا ہے اور لیغفرلک اللہ والی آیت مبارکہ میں امت کی مغفرت نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت مراد لی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جب یہ آیت "وماادری مایفعل بی ولا بکم" (الاحقاف) نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے لات و عزیٰ کی قسم ہمارا اور حضور علیہ السلام کا تو یکساں حال ہے انکو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی حاصل نہیں۔ اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتے ہوتے تو انکو بھیجنے والا خدا ضرور بتادیتا کہ انکے ساتھ کیا معاملہ کرے گا تو رب نے یہ آیت اتاری "لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک" پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکو مبارک ہو آپ نے تو وہ جان لیا جو آپ کے ساتھ ہوگا ہم سے کیا معاملہ کیا جائے گا۔ تو یہ آیت اتری کہ داخل فرمائیگا اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو جنتوں میں الآیۃ۔۔۔۔۔۔۔ یہ حضرت انس اور قتادہ اور عکرمہ کا قول ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت (یعنی وماادری مایفعل بی ولا بکم) اس آیت یعنی (لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک) سے پہلے کی ہے جب کہ حضور کو انکی مغفرت کی خبر دی گئی مغفرت کی خبر آپکو حدیبیہ کے سال دی گئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔۔۔ آیت ماادری کو ابن عباس وانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انا فتحنا لک سے منسوخ مانا (تفسیر کبیر در نشور وابو مسعود، جاء الحق۔ مفتی احمد یار خاں صاحب ص ۹۴)

بہر حال ان عبارات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ تمام متقدمین و متاخرین مفسرین کے نزدیک حتیٰ کے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی احمد یار خاںؒ کے نزدیک بھی "لیغفرلک اللہ" والی آیت میں ذنبک سے حضور کے ذنب (ترک اولیٰ) کی مغفرت مراد ہے۔ امت کی مغفرت مراد نہیں جبکہ اگلی آیت لیدخل المؤمنین میں اسی امت کی مغفرت مراد ہے اور یہ دونوں آیتیں ملکر وماادری مایفعل کا جواب اور

اسکے لئے ناسخ بن رہی ہیں۔ اب اگر لیغفرلک اللہ والی آیت میں بھی امت کی مغفرت مراد لی جائے تو یہ آیت نہ تو وماادری مایفعل بی کا جواب بنیگی اور نہ اسکے لئے ناسخ بن سکیگی۔ لہذا علامہ خراسانی کی توجیہ و قول کو لینا اس آیت کی تفسیر کے منافی اور مخالف ہونے کے باعث مردود اور غیر صحیح ہے۔

خامس:-

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے قول کے غیر صحیح اور غیر مقبول ہونے کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ جب مندرجہ بالا کئی احادیث سے یہ ثابت ہوگیا کہ "لیغفرلک اللہ" سے اگلی آیت لیدخل المؤمنین والمؤمنات "امت کی مغفرت اور اور انکے دخول جنت کے اعلان کے لئے نازل ہوئی ہے تو پھر لیغفرلک اللہ سے بھی امت ہی کی مغفرت مراد لینا یہ بے فائدہ تکرار ہوگی جو قرآن کی اس عظیم بلاغت کے منافی ہے جسکے مقابلہ کا چیلنج خود قرآن دے رہا ہے اور آج تک کوئی اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور فصاحت و بلاغت سے بھر پور ایک آیت بھی قرآن جیسی بنا کر آج تک کوئی پیش نہیں کر سکا۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی یہی وجہ بیان کرتے ہوئے اس علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی والے قول کو بعید از فہم قرار دے رہے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ احدھما ان یکون الخطاب معه والمراد المؤمنون وھو بعید للافراد المؤمنین و المؤمنات بالذکر۔ (تفسیر کبیر۔ امام فخرالدین رازی۔ ج، ص۱۱ھ سورۃ محمد)

سادس:-

اس قول کے غیر صحیح اور غیر مقبول ہونے کی چھٹی وجہ یہ ہے کہ لیغفرلک اللہ ماتقدم سے پہلے اور بعد والی آیات میں جن امور کا ذکر آیا ہے مقتدر علماء کرام اور مفسرین عظام نے اسکا تعلق حضور سے ظاہر کیا ہے۔ اور اسکی صراحت کی ہے کہ تمام امور بطور نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کئے گئے ہیں اور انکا تعلق حضور کی ذات سے ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ آیت میں آگے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اور نسبت سے آپکی نعمتوں اور خصوصیات کا ذکر چل رہا ہو درمیان میں امت کی ایک نعمت کا

ذکر آجانا یہ کلام کو بے ربط کر دیتا ہے ایسا غیر مربوط کلام کسی عام فصیح و بلیغ کے کلام میں بھی معیوب شمار ہوتا ہے چہ جائیکہ رب لم یزل کے معجز نما آخری کلام میں ایسا بے ربط کلام آجائے؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ چنانچہ علامہ سبکی فرماتے ہیں۔ ولکنه اریدان یستوعب فی الآية جميع انواع النعم من الله على عبده الاخرويه و الدنويه۔ (جواھر البحار ص ۱۴۹۴)

حضرت قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں قال ابن عطاء جمع للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی هذه السورة نعم مختلفة آلخ الشفاء، ج ۱ص ۴۲) شیخ محدث دھلوی فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ اثبات کرد برائے او نخست فتح مبین و بعد ازاں ذکر کردہ۔ مغفرت ذنوب را و ذکر کردہ بعد از دے اتمام نعمت و اثبات ھدایت و صراط مستقیم و نصر عزیز راپس یقین شد کہ مقصود اثبات ذنوب نیست بلکہ نفی آنست۔ (مدارج النبوة۔ شیخ عبد الحق۔ ج ۱ص ۴۲)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپکے لئے فتح مبین کا ذکر فرمایا اسکے بعد مغفرت ذنوب کا ذکر فرمایا اسکے بعد اتمام نعمت کا ذکر فرمایا اسکے بعد ھدایت پر ثابت قدم رکھنے کا اور غالب مدد کا ذکر فرمایا اس سے یقین ہوگیا کہ اس آیت سے گناہوں کا ثابت کرنا نہیں بلکہ انکی نفی کرنا مقصود ہے۔ کہ آپکے گناہ ہیں ہی نہیں اللہ نے آپکو گناہوں سے بچالیا ہے اور معصوم بنایا ہے۔

سابع:۔

علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کے قول کے ضعیف اور غیر مقبول ہونے کی ایک وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ واما ثانیا فلانہ لاینسب ذنب الغیرالی غیر من صدر منہ بکاف الخطاب۔ (جواھر البحار ج ۴ ص ۱۴۹۴) یعنی آپکے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ اگر اس سے مراد امت کے گناہ ہوتے تو ذنب کی نسبت امت کی طرف ہونی چاہیئے تھی۔ حالانکہ آیۃ مبارکہ میں ذنب کی نسبت "ک" خطاب کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دی جارہی ہے۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ یہاں امت کے ذنب مراد نہیں کیونکہ جس کے ذنب ہوں تو نسبت بھی اسی کی طرف کی جاتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ذنوب کسی کے ہوں اور منسوب کسی اور کی طرف کر دیئے جائیں۔

ثامن:-

علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کے قول کا ایک اور وجہ سے رد کرتے ہوئے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ و اما ثالثا فلان ذنوب الامۃ لم تغفر کلھا بل منھم من یغفر لہ و منھم من لا یغفر لہ (جواھر البحار ج۲ ص ۱۲۹۲) آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی کرنے کے آپ کے سبب سے آپکے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت کردی گئی یہ معنی واقع کے مطابق بھی نہیں اور صحیح بھی نہیں بنتے اسلئے کہ حضور کے سبب سے سب اگلے اور پچھلے امتیوں کے تمام گناہوں کی کوئی مغفرت نہیں کی گئی بلکہ قرآن کی آیات اور احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ بہت سوں کے گناہ بخشے جائیں گے اور بہت سوں کے گناہ نہیں بھی بخشے جائیں گے لہذا اس آیت سے یہ معنی کرنے کیسے درست ہونگے کہ حضور کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت کردی گئی۔

علامہ سعیدی کی تحقیق:-

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اجمالی دلیل کی تفصیل ہمیں علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کے کلام میں نہایت شرح و بط کیساتھ ملتی ہے آپ فرماتے ہیں

" دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اگلوں پچھلوں اور امت کی مغفرت کردی گئی ہے تو کیا اگلوں پچھلوں اور امت سے انکی بداعمالیوں کا محاسبہ اور مواخذہ اور ان میں سے بعض کو عتاب اور عذاب نہیں ہوگا؟ قرآن کی بہت سی آیات اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ بعض گنہگار مسلمانوں کو انکی بداعمالیوں پر عذاب ہوگا اگرچہ بالاخر انکو جہنم سے نکالکر جنت میں داخل کردیا جائیگا اور اگر یہ مطلب بیان کیا جائے کہ انجام کار انکی مغفرت ہوجائیگی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائنگے تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی بدولت اور آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں اور امت کو حاصل ہو کیونکہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا اسکی بہرحال نجات ہوجائیگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپکی بدولت اگر اگلوں پچھلوں کی مغفرت سے مراد یہ ہے کہ ابتداءً انکی مغفرت ہوجائیگی تو یہ ثابت نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بالاخر انکی مغفرت ہوجائیگی تو اسمیں کوئی خصوصیت اور فضیلت نہیں اور اگر یہ مطلب

ہے کہ آپکی امت کے بعض گناہگار افراد کی مغفرت آپکی شفاعت کی بدولت ہوگی تو یہ مطلب حق ہے لیکن اس صورت میں اس آیت میں تین مضافات کا محذوف ماننا لازم آئیگا ۔اور تقدیر عبارت یوں ہوگی لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنب بعض عصاۃ امتک وما تاخر۔اور یہ دوراز کار تاویل ہے اور جبکہ آیت کریمہ کا صحیح محمل موجود ہے تو اس پر از تکلف تاویل کی کیا ضرورت ہے۔(شرح صحیح مسلم،علامہ غلام رسول سعیدی،ج۳ص۱۰۰)

تاسع:۔

سند کے لحاظ سے بھی علامہ خراسانی کا قول قابل اعتبار اور لائق حجت نہیں کیونکہ علامہ خراسانی صحابہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں اور امام بخاری نے انکا ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام حبان کہتے ہیں کہ انکا حافظہ ردی تھا یہ خطاء کرتے تھے اور انکو خطاء کا علم نہیں ہوتا تھا۔اسلئے انکی روایات سے استدلال کرنا باطل ہے اور انکی روایت پر عمل کرتے ہوئے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کا ترجمہ کرنا درست نہیں ۔(تنذیب التھذیب۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ج۷،ص۲۱۲/۲۱۰)

اعتراض:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آیۃ مبارکہ " لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک الآیۃ " میں ذنب کی نسبت جو حضورؐ کی طرف دی گئی ہے۔اس آیت کا ترجمہ اور تشریح و تفسیر کرتے وقت خواہ ذنب کی کوئی بھی تاویل کریں لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی و گستاخی جہالت ،اور گمراہی ہے بلکہ بعض نے تو یہاں تک فتویٰ صادر کردیا کہ ایسا کرنے والا نبی کا گستاخ بے ادب اور کافر ہے توھین رسالت کی جو سزا ہے وہ اسپر نافذ کی جائیگی۔ جہنم اسکا مقدر ہے۔ آخرت اسکی برباد ہوگئی ہے، عبداللہ بن ابی کیساتھ اسکا حشر ہوگا خواہ وہ ذنب کے معنی کی کوئی تاویلیں کرتا رہے کہ میری مراد یہ نہیں تھی وہ نہیں تھی۔بس ترجمہ اور تفسیر کرتے وقت لفظ" ذنب "کی نسبت حضور کی طرف کرتے ہی اسپر یہ فتویٰ جاری ہوجائیگا اور وہ واجب القتل قرار پائیگا۔

جواب اول:-

چونکہ بعض علم شریعت سے ناواقف اصحاب نے یہ فتوی صادر کیا ہے لہذا میرا روئے سخن انکی طرف نہیں اور نہ مجھے انسے اس بارے میں کچھ کہنا ہے کیونکہ ارشاد رب العزت ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ لیکن چونکہ اہل سنت کے بعض علماء نے اس جاھلانہ فتوی کی تائید اور تصدیق فرمائی ہے اسلئے انکی خدمت میں مؤدبانہ طور پر میں صرف دو باتیں عرض کروں گا۔

پہلی تو یہ ہے کہ گزشتہ صفحات میں جو میں نے اس مسئلہ کی تحقیق پیش کی ہے اگر اسکا غور سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ چیز واضح ہو جائیگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے معصوم نبی نے بھی کی ہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف فرمائی ہے۔ بڑے بڑے صحابہ کرام نے کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی ہے۔ امام فخرالدین رازی نے کی ہے۔ امام غزالی نے کی ہے۔ علامہ سیوطی نے کی ہے۔ علامہ عسقلانی نے کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کی ہے۔ علامہ حقی نے کی ہے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی جیسے عاشق رسول نے کی ہے۔ علامہ صاوی نے کی ہے۔ علامہ اسماعیل بن کثیر نے کی ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے کی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے کی ہے۔ الغرض ان جیسے بڑے بڑے محدثین ومفسرین گذرے ہیں سب نے ذنب کے لفظ کی تاویل کرتے ہوئے اس لفظ کی نسبت حضور کی طرف کی ہے۔ اور صرف نسبت ہی نہیں کی بلکہ نسبت کرنے کے بعد اس معنی کو سب سے اچھا، عمدہ، نفیس اور لطیف ترین جواب اسکو قرار دیا ہے اور حضور کی امتیازی خصوصیات میں سے اسکو شمار کیا ہے۔ کیا معاذاللہ ثم معاذاللہ! یہ سب نبی، ولی، صحابی، مفسر، محدث سب کے سب آپکے فتوی کی رو سے (معاذاللہ) بے ادب، گستاخ رسول کافر اور واجب القتل قرار پائینگے؟ ان سب نے امت والے معنی ترک کیے ہیں بلکہ انمیں سے بعض نے اس معنی کا کھل کر رد کیا ہے۔

اسکو ضعیف اور غیر مقبول قرار دیا ہے۔ اور وہ معنی جسمیں لفظ ذنب یا لفظ مغفرت کی تاویل کرتے ہوئے ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی گئی ہے اس معنی کو ترجیح دی ہے اور اسکو سب سے اچھا قرار دیا ہے تو کیا انمیں سے کسی کو آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ حضور کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور کیا وہ سب کے سب اس گستاخی کے مرتکب ہونے کے باعث (معاذ اللہ) اس دنیا سے کافر گئے؟ خدارا کسی کی بات کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیجئے کہ آپ کتنی بڑی جسارت کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے انبیاء، صحابہ اولیاء اور علماء کو کافر اور گستاخ رسول قرار دے رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جسطرح بعض فرقے اللہ تعالی کی عظمت اور اسکی توحید کی آڑ لیکر اسکے پیارے محبوبوں کی توھینیں اور گستاخیاں کرتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت اور عشق کی آڑمیں آپکے پیارے محبوبوں اور اللہ کے مقرب بندوں کو بیک قلم گستاخ بے ادب اور کافر قرار دیکر شاید کسی نئے فرقے کی بنیاد رکھی جارہی ہے؟

جواب ثانی:-

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ ھم نے یا جس نبی، ولی، یا محدث اور مفسر نے جو ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی ہے تو وہ اپنی طرف سے نہیں دی بلکہ قرآن میں خود اللہ تعالی نے دی ہے اور انہوں نے تو اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر اور شرح کرتے ہوئے اللہ تعالی کی دی ہوئی نسبت کو اپنی شرح اور تفسیر اور ترجمہ میں صرف نقل کیا ہے۔ اور وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ عظمت مصطفے اور عصمت انبیاء پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ مثلاً علامہ سیوطی امام رازی علامہ قسطلانی اور علامہ جمل کی جو مختار اور پسندیدہ توجیہ ہے اسکو اختیار کرتے ہوئے مغفرت کو عصمت کے اور ستر کے معنی میں لیکر آیۃ مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

(۱) تاکہ اللہ تعالی بچالے اور محفوظ کردے آپکو آپکے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

یا علامہ محمود آلوسی اور ملا علی قاری اور شیخ محقق عبد الحق محدث دھلوی کی پسندیدہ اور مختار توجیہ کو اختیار کرتے ہوئے آیۃ مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا جائے۔

(۲) تاکہ اللہ تعالیٰ بخشدے آپکے اگلے اور پچھلے وہ امور جنکو آپکو گناہ سمجھے ہوئے ہیں۔
یا علامہ ابو مسعود اور علامہ حقی کی مختار اور پسندیدہ توجیہ کو اختیار کرتے ہوئے آیۃ مبارکہ
کا یوں ترجمہ کیا جائے کہ
(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ بخشدے آپکے اگلے اور پچھلے ذنب یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کام۔

اب ظاہر ہے ان تینوں ترجموں میں عظمت مصطفےٰ اور عصمت انبیاء کا مسلمہ اور متفقہ عقیدہ کا تحفظ بھی ہو رہا ہے۔ بلکہ پہلے معنی میں تو عظمت مصطفےٰ کا خود اعلان ہو رہا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں ذنب کی نسبت جو حضور کی طرف کی گئی ہے وہ بھی بدستور باقی رکھی جارہی ہے۔ اور اسمیں بھی کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو رہا۔ اسطرح قرآن میں اپنی طرف سے امت وغیرہ کا لفظ داخل کرکے قرآن میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرنے کے بجائے قرآن کے الفاظ اور نسبتوں کو بعینہٖ انکی اصل حالت میں برقرار بھی رکھا جارہا ہے اور عظمت مصطفےٰ اور عصمت انبیاء کا تحفظ بلکہ اسکا اعلان بھی ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھکر عمدہ اور اچھی بات کیا ہوگی؟ تعجب ہے جو اچھی بات ہے اسکو برا کہا جارہا ہے۔ عصمت مصطفےٰ کے اعلان کو عصمت کے منافی قرار دیکر کفر کے فتوے دیئے جارہے ہیں۔؟ جہلاء ان باتوں کو نہ سمجھ سکیں تو کوئی بات نہیں لیکن اہل علم حضرات ایسی بات کرتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔

اعتراض ثانی:۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن پاک میں ذنب کی نسبت حضور کی طرف آئی ہے لہذا اسکا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف کردی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن ذنب کا ترجمہ یا تفسیر گناہ کے لفظ سے کرکے اسکی نسبت حضور کی طرف دینا صحیح نہیں کفر ہے خواہ گناہ کی کوئی بھی تاویل کی جائے۔ ایسا کرنے والا بے ادبی اور سنگین گستاخی کا مرتکب ہے اسکا انجام خراب ہوگا۔ وہ علمائے سوء میں سے ہے اور بدترین مخلوق ہے اور وہ گستاخ رسول ہے اس پر گستاخ رسول کی جو سزا ہے وہ جاری ہوگی۔ یعنی وہ واجب القتل ہے۔ اس فتوی کی بھی بعض علمائے کرام تصدیق فرمارہے ہیں جبکہ

بعض دیگر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ ترجمہ یا تفسیر کرتے ہوئے لفظ گناہ کی نسبت دینے سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا البتہ یہ ادب، عظمت اور عصمت انبیاء کے منافی ہے۔

جواب اول

(۱) اگر یہ علمائے کرام صرف یہ فرمادیتے کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کر کے اسکی تاویل کرتے ہوئے بھی حضور کی طرف اس لفظ کی نسبت نہ دی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا تو ایک حد تک انکی یہ بات مانی جاسکتی تھی۔ لیکن انکا یہ کہنا کہ ایسا کرنا ادب عصمت اور عظمت انبیاء کے منافی ہے۔ یا ایسا کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے یہ قطعاً درست نہیں بلکہ ایسا کہنا در حقیقت بڑے بڑے اولیاء اور مقتدر اور مسلمہ علماء اور محدثین کو معاذاللہ بے ادب اور گستاخ اور کافر بنانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ بے شمار اولیاء علماء مفسرین اور محدثین نے اس قسم کی آیات اور احادیث جنمیں ذنب کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی ہے۔ اسمیں ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکا ترجمہ یا تشریح لفظ گناہ خطاء، لغزش اور کوتاہی وغیرہ سے کر کے اس کی قرآنی نسبت کو حضور کی طرف برقرار رکھا ہے۔ اور اسپر اتنے برس گزرنے کے باوجود کسی مفتی یا عالم نے آج تک انپر اس سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں کیا نہ انکو کسی نے بے ادب، گستاخ قرار دیا اور نہ انپر کفر وارتداد کا کسی نے کوئی فتویٰ صادر کیا گویا یہ امت کا ایسا اجماع ہے جسکے لئے حضور اکرم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ لہذا اس اجماع امت کو غیر صحیح کہنا اور اسکے قائلین کو بے ادب اور گستاخ قرار دینا یا انکو کافر اور واجب القتل قرار دینا یہ سب باتیں نہ صرف یہ کہ درست نہیں بلکہ اکابرین اھل سنت کے متعلق ایک بہت بڑی جسارت ہے۔ اس قسم کے فتوے دینے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ اپنے پیش نظر رکھنی چاھئیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و من دعا رجلا بالکفر وقال عدو اللّٰہ ولیس کذالک الا عاد علیہ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

ترجمہ اور جس نے کسی کو کافر یا دشمن خدا کہکے پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر اسکی طرف لوٹ آئیگا۔

آیئے ذرا دیکھیں کہ " ذنبک " کا ترجمہ یا تشریح لفظ ذنب یا خطاء وغیرہ کے الفاظ سے کرنے والے کیسے کیسے نامور اولیائے کرام اور علمائے عظام ہیں جنکے لئے بے ادب۔ گستاخ اور کافر جیسے الفاظ کی نسبت کرنے کے تصور سے بھی دل لرزنے لگتا ہے۔

(۱) اردو زبان میں قرآن پاک کا سب سے پہلے ترجمہ کرنے والے شاہ رفیع الدین صاحب اس آیت کا لفظ گناہ سے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ (ترجمہ قرآن۔ از شاہ رفیع الدین)

(۲) بر صغیر میں قرآن پاک کا سب سے پہلے ترجمہ فرمانے والے شاہ ولی اللہ محدث دھلوی اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عاقبت فتح آنست کہ بیا مرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گزشت از گناہ تو و آنچہ پس ماندہ (ترجمہ قرآن۔ شاہ ولی اللہ۔ ص ۶۷۸)

(۳) شاہ عبد القادر محدث دھلوی اس آیت کا ترجمہ گناہ سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

(۴) اھل سنت کے عظیم مقتداء و پیشوا محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق رسول کی نظر میں بھی لذنبک کا ترجمہ گناہ سے کرنا بے ادبی و گستاخی نہیں چنانچہ وہ خود اپنے ترجمہ میں لفظ گناہ کو لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ولیکن بیائید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بندہ ایست کہ آمرزیدہ است خدا مراورا ہرچہ پیش گزشتہ گناہان وے و ہرچہ پس آمدہ۔ (اشعۃ اللمعات۔ شیخ عبد الحق محدث دھلوی ج ۴ ص ۴۱۸)

(۵) بر صغیر میں گستاخان مصطفےٰ کو سب سے پہلے للکارنے والے اور عظمت مصطفےٰ کے پرچم کو بلند کرنے والے بطل جلیل علامہ فضل حق خیر آبادی کے مشرب میں بھی " ذنبک " کا ترجمہ اور تشریح گناہ سے کرنا بے ادبی اور گستاخی نہیں۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

پس بیایند بر عیسیٰ علیہ السلام پس بگوید برائے شفاعت نیستم ولیکن بر شما لازم است کہ بروید بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم او بندہ ایست آمرزیدہ است خدائے تعالیٰ مراورا از گناہان پیشیں و پسین او۔ (تحقیق الفتویٰ علامہ فضل حق خیر آبادی ص ۳۲۰/۳۲۱)

(۶) علامہ فضل حق خیر آبادی کی اس فارسی عبارت کا ترجمہ " ذنوب " سے کرتے ہوئے

علامہ عبدالحکیم شرف قادری تحریر فرماتے ہیں۔

پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائینگے میں شفاعت (کبریٰ) کیلئے نہیں ہوں تم پر لازم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے عبد مکرم ہیں کہ اللہ تعالی نے انکے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف کر دئے ہیں۔ (ترجمہ تحقیق الفتوی، محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۱۲۵)

(۷) مولانا عبدالرحمن جامیؒ جیسا عظیم عالم و عارف اور عاشق رسول بھی تاویل کرتے ہوئے لفظ گناہ کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دینے کو گناہ نہیں سمجھتے آپ فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ! رسولے کہ حق سبحانہ وتعالی گناہ گزشتہ و آئندہ

وے را آمرزیدہ است آلخ

(شواھد النبوۃ، عبدالرحمن جامی، رکن رابع، ص ۹۱)

(۸) عظیم روحانی بزرگ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی طرف منسوب جس ترجمہ قرآن کے قلمی نسخے کا عکس علامہ کوکب نورانی صاحب زیدہ مجدہ کے پاس ہے اس میں بھی لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف دیتے ہوئے یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔

تا بیامرزد ترا خدائے آنچہ گذشت از ذنب تو و آنچہ ماندہ است (سورۃ فتح آیت ۲)

(۹) مفتی اعظم ھندوستان حضرت علامہ محمد مظہر اللہ شاہ صاحبؒ نے بھی ذنب کا ترجمہ لغزش اور گناہ سے کرتے ہوئے آیت میں دی ہوئی نسبت کو اپنے ترجمہ میں برقرار رکھا ہے۔ آپ یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

(الف) اور (اے محبوب) اپنے لئے اور سب مسلمانوں مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے گناہوں کی معافی مانگو (سورۃ محمد آیت ۵۵)

(ب) بیشک (اے محبوب) ھم نے تمہارے لئے ظاھر فتح فرمائی تاکہ اللہ تعالی تمہاری اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف فرمادے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔ (سورۃ فتح)

(ترجمہ حضرت شاہ مفتی محمد مظہر اللہ، ناشر سید محمد شفیع الدین مرید حضرت شاہ محمد رکن الدین الوریؒ، مالک اقبال پرنٹنگ ورکس۔ دھلی)

(۱۰) سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی بزرگ اور خانوادہ مجددیہ کے حسین چشم و چراغ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرھندی رحمۃ اللہ علیہ ذنب کے معنی کوتاہی سے کرتے ہیں اور ذنب کی نسبت جو قرآن میں دی گئی ہے اسکو اپنے کلام میں باقی رکھتے ہوئے یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔ اور اپنی کوتاھیوں کی پردہ پوشی طلب کرو اور زن و مرد اھل ایمان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ (العقائد الصحیحہ۔ خواجہ محمد حسن جان ص ۱۸)

(۱۱) اس دور میں اہل سنت والجماعت کے امام مقتداء و پیشوا غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عشق رسول میں ڈوبا ہوا شخص بھی ذنبک کا ترجمہ خلاف اولی کام سے کر کے اسکی تشریح صورتاً گناہ سے فرماکے اسکی نسبت حضور کی طرف فرمارہا ہے چنانچہ آپ اس آیۃ مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تاکہ اللہ آپکے لئے معاف فرمادے آپکے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولی سب کام جو آپکے کمال قرب کی وجہ سے محض صورتاً گناہ ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل ہیں۔ (البیان ترجمہ القرآن۔ علامہ احمد سعید کاظمی ص ۶۶۲)

(۱۲) پاکستان میں اہل سنت والجماعت کی ایک عظیم علمی اور دینی شخصیت حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے انکے وارث اور جانشین شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب مدظلہ العالی بھی ایک حدیث مبارک میں لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کرتے ہوئے حضور کی طرف اسکی نسبت کو اپنے ترجمہ میں بھی بدستور باقی رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ "لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے وہ کہینگے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اللہ تعالی نے انکے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردئے ہیں۔ (تفہیم البخاری۔ مولانا غلام رسول رضوی ج ۱۰ ص ۴۸)

ام المؤمنین نے عرض کیا یارسول اللہ آپ یہ کس لئے کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردئے ہیں اور آپ مغفور ہیں آپ نے فرمایا کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں" (تفہیم البخاری۔ ج ۷، ص ۴۴۴)

(۱۳) مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی دامت برکاتہم العالیہ اس آیت مقدسہ کے ترجمہ میں لفظ گناہ کی تاویل کرتے ہوئے اسکی اضافت حضور کی طرف قائم رکھتے ہوئے حضور کی مغفرت کے بارے میں اپنا ترجیحی ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ہم نے آپکو فتح مبین عطاء فرمائی تاکہ اللہ تعالی تمہارے خیال میں جتنے بھی تمہارے گناہ ہیں سابقہ یا آئندہ ان تمام کی مغفرت فرمادے۔ (کوثر الخیرات، محمد اشرف سیالوی، ص ۲۲۵)

اے محبوب اللہ تعالی نے وہ تمام امور جنہیں تم مرتبہ قرب اور منصب محبوبیت کے لحاظ سے گناہ سمجھتے ہو وہ تم سے صادر ہوئے یا ابھی صادر نہیں ہوئے وہ سب بخشدیئے۔ (کوثر الخیرات۔ محمد اشرف سیالوی ص ۲۲۷)

(۱۴) اہل سنت والجماعت کے ایک اور مقتدر عالم علامہ سید سعادت علی قادری صاحب مدظلہ العالی بھی ذنبک کی تشریح لفظ گناہ سے کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قول میں اسکو حضور کی طرف نسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آخر ایک دن محبوبہ بیوی نے سوال کر ہی لیا کہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپکے رب نے تو پہلے ہی آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں پھر اتنی محنت و مشقت کی کیا ضرورت ہے۔ (تبلیغی کتاب۔ علامہ سید سعادت علی قادری، ص ۱۶۷)

(۱۵) موجودہ دور میں اہل سنت کے عظیم مفکر اور اسکالر حضرت قبلہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ آیۃ مبارکہ فاصبران وعد اللہ حق واستغفر لذنبک میں ذنب کا ترجمہ کوتاھیوں سے کرتے ہوئے بتاویل موھومہ اسکو حضور کی طرف نسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پس (اے محبوب) آپ صبر فرمائیے (کفار کی زیادتیوں پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موھومہ) کوتاھیوں پر۔ (جمال القرآن، پیر کرم شاہ الازہری، ص ۷۷۳)

(۱۶) اہل سنت والجماعت کے نامور خطیب، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑویؒ نے ذنب کا ترجمہ خطاء سے کرتے ہوئے فرمایا۔

جبکہ اللہ تعالی نے آپکی اگلی پچھلی سب خطائیں بخش دی ہیں۔ (ذکر جمیل ص ۳۴۲)

جواب ثانی:۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ جن علامہ صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کرنا صحیح نہیں اور ایسا کرنا ادب عصمت اور عظمت انبیاء کے منافی ہے اور اس سے عوام کے ذھنوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ خود انکے کلام میں کئی مقامات پر ذنب، معصیت، خطاء، جھوٹ اور عتاب جیسے الفاظ کی (تاویل کرتے ہوئے) بار بار انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت پائی جارہی ہے۔ لیکن ان الفاظ کو انبیاء کیلئے استعمال کے باوجود انکی نظر میں نہ انبیاء کی عصمت اور عظمت پر کوئی آنچ آتی ہے اور نہ ادب کے منافی کوئی کام ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اسوقت عوام کی ذھنوں میں کوئی تشویش پیدا ہوتی ہے انکی نظر میں صرف ایک گناہ کا لفظ ایسا ہے کہ وہ اگر بڑے بڑے اکابر علماء، محدثین اور فقہاء استعمال کرلیں تو یہ ادب کے منافی بھی ہو جاتا ہے۔ عصمت اور عظمت انبیاء کے خلاف بھی ہو جاتا ہے اور عوام کے ذھنوں میں اس سے تشویش بھی پیدا ہو جاتی ہے اور سارے کے سارے مقتدر علماء کا یہ علمی تسامح بھی بن جاتا ہے۔

ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

انکی تصنیف سے چند انکی عبارات نقل کی جاتی ہیں۔ ذرا دیکھئے کیسے کیسے الفاظ انہوں نے انبیاء کی طرف منسوب فرمائے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے معصیت کا لفظ لاتے ہوئے ایک آیۃ مبارکہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لئے جھوٹ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ایک حدیث مبارک کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ اسلئے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تین (ظاھری) جھوٹ کے سواء جھوٹ نہیں بولا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عتاب کا لفظ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
اسلئے آپ پر عتاب کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لفظ خطاء کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
اسمیں آپ نے اجتہاد کیا اور اجتہاد میں خطاء واقع ہوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت عصمت اور ادب کے منافی نہیں
اسپر اعلحضرت فاضل بریلوی کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"اور اگر اس آیت میں خطاء کو بمعنی خلاف اولی لے کر حضرت ابراھیم کی طرف خطاء کی نسبت جائز ہے تو لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر میں بھی ذنب کو بمعنی خلاف اولی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کا تعلق جائز ہوگا۔ اور یہ لفظ خلاف عصمت اور منافی ادب نہیں ہوگا۔
حتیٰ کے لفظ گناہ کی نسبت بھی کئی مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیتے ہیں مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ انکی ذوات اور انکے مفروضہ گناہوں کے درمیان اللہ تعالی نے اپنی عصمت اور حفاظت کو حائل کر دیا۔
ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔
آپ کے بالفرض گناہ ہیں بھی تو اللہ تعالی نے معاف فرمادیئے۔
بہر حال ان محترم علامہ صاحب کا یہ فرمانا کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کر کے تاویل کے باوجود اسکی نسبت حضور کی طرف کرنا ادب عصمت اور عظمت رسول کے منافی ہے یہ بات نہ صرف یہ کہ درست نہیں اور اجماع امت کے خلاف ہے بلکہ خود انکے اپنے دلائل، اقوال اور اپنی ہی عبارات اور تحریروں کے بھی منافی ہے جنمیں لفظ گناہ کی نسبت انہوں نے حضور کی طرف دی ہے۔ اسکے علاوہ ذنب کے جواز میں جو دلیل انہوں نے ذکر فرمائی ہے اسی دلیل سے انکے قول کا بطلان اور لفظ گناہ کی نسبت کا جواز بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب لفظ ذنب کے ایک معنی معصیت اور دوسرے الفاظ خطاء عتاب وغیرہ کی تاویل کرتے ہوئے ان الفاظ کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف جائز ہے اور آپکے کلام میں پائی جارہی ہے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ادب عصمت اور عظمت کے منافی نہیں ہے تو اسی ذنب کے دوسرے معنی گناہ کی تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت بھی جائز ہوگی اور

ادب عصمت و عظمت انبیاء کے منافی نہیں ہوگی۔ اور اگر لفظ گناہ کی نسبت کو تاویل کے باوجود آپ غیر صحیح اور عصمت و ادب انبیاء کے منافی کہینگے تو آپ کو لفظ ذنب، خطاء، معصیت اور عتاب جیسے الفاظ کی نسبت کو بھی غیر صحیح اور عصمت کے منافی کہنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام الفاظ ھم معنی ہیں ان سبکے حقیقی اور لغوی معنی مراد اور مدلول ایک ہیں اور اپنے حقیقی، لغوی اور عرفی معنی کے لحاظ سے اسمیں سے کوئی سا لفظ بھی انبیاء علیھم السلام کے شان کے لائق نہیں لیکن جب انمیں سے بعض الفاظ کے مجازی معنی لیکر انکی نسبت انبیاء علیھم السلام کی طرف کرنے کو آپ صحیح قرار دے رہے اور خود کر بھی رہے ہیں تو یقینا انکے ھم معنی ھم مفہوم دوسرے الفاظ کے بھی مجازی معنی لیکر انکا استعمال بھی انبیائے علیھم السلام کے لئے درست ہوگا۔

خلاصہ کلام :-

اس تمام تحقیق سے عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں تین باتیں واضح ہوکر سامنے آگئیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آیۃ مبارکہ لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت مراد لینا یہ نقلی اور عقلی طور پر درست نہیں بلکہ متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ اس آیۃ کا ترجمہ اور تشریح وہی درست اور صحیح ہے جس میں ذنب یا مغفرت کے لفظ کی توجیہ کرتے ہوئے وہ نسبت جو قرآن میں حضور کی طرف دی گئی ہے اسکو برقرار رکھا جائے اور چونکہ اس صورت میں ذنب کے لفظ کی تاویل کرکے اور حضور کے شایان شان معنی بناکر اسکو لایا جارہا ہے اس لیے اس سے عصمت انبیاء کے مسلمہ عقیدہ پر بھی کوئی آنچ نہیں آئیگی۔

(۳) اور تیسری بات یہ کہ ان آیات مبارکہ میں ذنب کا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت ذنب یا اس کے ہم معنی الفاظ یعنی گناہ، خطاء، کوتاہی، یا لغزش وغیرہ کو خلاف اولی کے معنوں میں لیتے ہوئے یا اس کی دیگر تاویلیں کرتے ہوئے اسکی قرآنی نسبت کو برقرار رکھنا نہ کفر ہے نہ

گناہ ہے نہ عصمت انبیاء اور عظمت وادب انبیاء کے منافی ہے۔

علمی اختلاف۔

ہماری اس تحقیق کو بعض حضرات اعلی حضرت کی بے ادبی اور گستاخی اور انسے منہ زوری پر اسے محمول کرتے ہیں حالانکہ میں مقدمہ میں عرض کر چکا ہوں کہ علمی اختلاف کو اس طرح کے رنگ دینا درست نہیں بلکہ اکابرین سے وزنی دلائل کی بناء پر علمی اختلاف کرنا یہ تمام اکابر علماء فقہاء کی سنت ہے حتی کے خود اعلحضرت کی بھی سنت ہے۔ اور اس علمی اختلاف کرنے سے نہ اعلی حضرت کے علمی مقام میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ انسے ہماری ارادت و عقیدت میں کوئی فرق پڑتا ہے ہم اس اختلاف کے باوجود آج بھی اعلحضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں انکو اپنے وقت کا بے بدل عالم و عارف اور ایک بلند پایہ فقیہ اور عاشق رسول سمجھتے ہوئے انکا بے حد دل سے ادب و احترام کرتے ہیں لیکن معاذاللہ ثم معاذ اللہ نے نہ انکو نبئ معصوم سمجھتے ہیں اور نہ ہی نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر انکو کوئی اعلی شخصیت قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر میں لاعلمی کی بناء پر سہوا اعلحضرت کا ترجمہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث کے خلاف ہوگیا ہے اسلئے ہم اب جانتے بوجھتے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اس ترجمہ کو صحیح کہکر حدیث کو غلط کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے ۔لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اعلحضرت کے عقیدتمند ایسے بھی ہیں جو معاذاللہ ثم معاذاللہ اعلحضرت فاضل بریلوی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھکر اور اعلی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ حضور کی صحیح احادیث کو ٹھکرا کر اعلحضرت کے ترجمہ کو ہر حال میں صحیح قرار دینے پر مصر ہیں۔

ظاھر ہے جب ان حضرات کی نظر میں اعلحضرت کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال کی کوئی اھمیت اور حیثیت نہیں (معاذاللہ) تو دیگر انبیاء اور اولیاء اور مفسرین محدثین کے اقوال کی کیا اہمیت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان

حضرات کو تمام سلف صالحین کی عبارات اور ترجمے دکھائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابن عباس حضرت عائشہ، حضرت امام رازی، حضرت امام غزالی، حضرت علامہ حقی، علامہ عسقلانی علامہ قسطلانی، علامہ یوسف نبھانی، علامہ سیوطی، علامہ محمود آلوسی، شیخ عبدالحق محدث دھلوی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ ولی اللہ محدث دھلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، خواجہ محمد حسن سرھندی، غزالی زماں علامہ کاظمی شاہ صاحب مناظر اھلسنت علامہ اشرف سیالوی جیسے اکابرین میں سے بعض خود لفظ ذنب کی اور بعض اسکے معنی گناہ یا خطاء وغیرہ سے کرکے حضور کی شایان شان اسکے معنی بناکر اسکی نسبت حضور کی طرف کر رہے ہیں اور انمیں سے کوئی بھی امت کی مغفرت مراد نہیں لے رہا بلکہ حضور ہی کی مغفرت کے ایسے معنی مراد لے رہے ہیں جس سے عصمت انبیاء پر کوئی آنچ نہیں آرہی۔

تو اسکے جواب میں یہ لوگ بے دھڑک کہدیتے ہیں کہ یہ سب ترجمے اور تفسیریں غلط ہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والا خواہ کوئی بھی ہو (معاذاللہ) سب گستاخ اور بے ادب ہیں ایک خطیب صاحب نے مجھے خط میں لکھا۔

> "غیر معصوم (چاھے کوئی بھی ہو) اگر خطاء کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے تو یہ اسکی خطاء ہے کیونکہ وہ غیر معصوم ہے اور حضور معصوم ہیں معصوم کو خطاء کار یا مذنب کہنا غیر معصوم کی خطاء ہے مراد چاہے کچھ بھی ہو ھم آپ کے پیش کردہ حوالوں کو عصمت رسول پر قربان کرتے ہیں۔ غیر معصوم لوگوں کی خطاء ہے۔ (ایک خطیب کا مکتوب بنام راقم الحروف، مورخہ ۱۲، ذیقعدۃ ۱۴۱۸ھ)

اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اتنے بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء اور علماء اور فقہاء کو بے ادب اور گستاخ اور خطاکار قرار دیدینا بہت بڑی جسارت ہے بلکہ گذشتہ اوراق میں جو اقوال میں نے پیش کیے ہیں جنمیں ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی گئی ہے ان اقوال میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی ہے۔ اور یہ خطیب

صاحب ان سب اقوال کے لئے فرمارہے ہیں کہ یہ غیر معصوم کی خطاء ہے تو گویا انہوں نے مندرجہ بالا تمام صحابہ اولیاء اور علماء محدثین اور مفسرین کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی غیر معصوم اور خطاء کار کہدیا گویا اعلحضرت کی عقیدت میں اب نبیوں کی عصمت کے مسلمہ عقیدہ سے بھی انکار ہونے لگا (معاذاللہ)

بہرحال اب اعلحضرت سے ایسی اندھی اور کافرانہ عقیدت رکھنے والوں اور اعلحضرت کو سب نبیوں اور ولیوں سے افضل سمجھنے والوں کو نہ تو کسی حدیث سے قائل کیا جاسکتا ہے نہ انکے سامنے کسی نبی یا ولی کا قول پیش کیا جاسکتا ہے وہ تو صرف اعلحضرت کو مانتے ہیں اعلحضرت کے سواء کسی نبی ولی کو نہیں مانتے لہذا ایسے حضرات کی خدمت میں اب میں اعلحضرت ہی کی اور اعلحضرت کے والد محترم کی تحریر آخیر میں پیش کرتا ہوں جسمیں خود اعلحضرت نے اور انکے والد نے حضور کی امت کی مغفرت کا نہیں بلکہ خود حضور کی مغفرت کا قول کیا ہے۔ لذنبک میں ذنب اور گناہ کی نسبت امت کی طرف نہیں دی بلکہ اس سے حضور کے ذنب مراد لئے ہیں۔ اب جو لوگ اس جرم میں سارے نبیوں ولیوں اور محدثین و مفسرین کو گستاخ اور بے ادب قرار دے رہے ہیں اور انکو خطاکار کہہ رہے ہیں ان حضرات سے میں پوچھوں گا کہ اعلحضرت اور انکے والد گرامی کے بارے میں اب آپ کی کیا رائے ہے

اعلحضرت کا کلام:۔

(۱) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات کی ایک تشریح صاحب کشاف نے کی ہے کہ واستغفر لذنبک لتقصیر الشکر علی ماانعم اللہ علیک و علی اصحابک اس تفسیر میں صاحب کشاف نے ذنبک سے امت کے ذنب مراد نہیں لئے بلکہ تقصیرالشکر کی تاویل کر کے حضور ہی کے ذنب مراد لیے ہیں اعلحضرت بھی اسی کو اختیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں انکے شکر میں جسقدر کمی واقع ہوئی اسکے لئے استغفار فرمایئے کہاں کمی اور کہاں غفلت نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقۃ غیر متناہی بالفعل ہیں کما حققہ النقی ابن السعود فی ارشاد العقل السلیم ..

قال اللہ عزوجل وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اگر اللہ کی نعمتیں گنا چاھو تو نہ گن سکو گے جب اسکی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

از دست وزباں کہ بر آید
کز عہدہ شکرش بدر آید

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۂ بشریت ہے۔ نعمائے الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے میں سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہیں۔ مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(فتاوی رضویہ ۔امام احمد رضا خاں ج ۹ ص ۵۷)

جب اس آیت مبارک کی یہی تفسیر عربی اور اسلامی علوم سے ناواقف ایک شخص کے سامنے بیان کی گئی تو اس نے تفسیر بیان کرنے والے کے لیے کہا۔

"کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عام انسان سمجھ رہا ہے ۔اسکا مقیاس ذھنیت بہت پست ہے۔ اس کو ابھی تک مقام رسالت یعنی اس پوسٹ کی بلندی کا پتہ ہی نہیں تب ہی تو وہ ایسی باتیں کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام رسالت کے اکمل ترین درجہ پر ہے (؟) جہاں کم مرتبہ سے اعلی مرتبہ کی بات کرنا بے وقوفی ہے ایسی صورت میں ذنب کو مختلف تاویلین اور ذاتی رائے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اور اضافت کرنا صریحاً گمراہی اور جہالت ہے۔

ایک ایسا شخص جو آیۃ مبارکہ "وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ" کا ہی منکر ہو اسکو میں

جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا البتہ جن علماء نے ان جاہلانہ باتوں کی تصدیق کی ہے انسے میں ضرور دریافت کروں گا کہ ذنب کی یہی تاویل کرتے ہوئے اس آیۃ مبارکہ کی بعینہ یہی تفسیر اعلحضرت فاضل بریلوی نے بھی فرمائی ہے (جیسا کہ تفصیلی حوالہ اوپر گزرا) اب اپکی اعلحضرت کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیا یہ تفسیر کرنے پر انکا مقیاس ذھانت بھی بہت پست ہے؟ کیا اعلحضرت کو بھی مقام رسالت کا پتہ نہیں؟ کیا وہ بھی کم مرتبہ اور درجہ کی بات کرکے بے وقوفی کی بات کررہے ہیں؟ کیا ذنب کی یہ تاویل کرتے ہوئے ذنب کی نسبت حضور کے ساتھ قائم کرنے پر وہ بھی صریح گمراہی اور جہالت میں مبتلا ہیں؟ (معاذاللہ)

(۲) لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر " کی سب سے پہلی توجیہ علامہ ابوسعود علامہ حقی اور علامہ سید آلوسی کی بیان کردہ جو میں نے تحریر کی ہے جسمیں ذنبک کے مجازی معنی ترک اولی مراد لیکر ذنب کی نسبت حضور ہی کی طرف قائم رکھی گئی ہے۔ اسی توجیہ کو خود اعلحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک مقام پر اختیار فرماتے ہیں۔ اور ذنبک میں ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھتے ہوئے ذنب کی تاویل ترک اولی سے کرکے اسکو لفظ گناہ سے تعبیر فرمارہے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت زیادہ

جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے۔

بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لیگا جو برتاؤ گوارا کرلیگا ہرگز شہریوں سے پسند نہیں کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک ہر بار دوسرے سے زیادہ۔ اسلئے وارد ہوا حسنات الابرار سیئات المقربین۔ نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک اولی کو بھی گناہوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ترک اولی ہرگز گناہ نہیں (فتاوی رضویہ امام احمد رضا خاں بریلوی ج ۹ ص ۷۷)

علماء و مفسرین و محدثین کی پسندیدہ اس توجیہ اور تفسیر کیلئے انہی مفتی صاحب کا فتویٰ ہے

کہ ترک اولیٰ کی کوتاھیاں! استغفراللہ ایسی نامعقول اور جاھلانہ باتیں

چونکہ بعض علماء نے ان جاھلانہ باتوں کی تصدیق و تعریف کی ہے لہذا ان علماء کی خدمت میں پھر میرا سوال ہوگا کہ اب جبکہ یہی توجیہ اور تفسیر اعلحضرت فاضل بریلوی نے بھی اختیار فرمائی ہے۔ (جیساکہ حوالہ اوپر گزرا) تو کیا انکے بارے میں بھی آپکی یہی رائے ہوگی کہ اعلحضرت نے بھی ایسی نامعقول و جاھلانہ باتیں کی ہیں؟

(۳) روزہ کے متعلق جو حدیث گزشتہ اوراق میں نقل کی گئی اس قسم کی ایک حدیث مبارکہ نقل کرتے ہوئے اعلحضرت فاضل بریلوی اسکا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

> ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دروازہ اقدس کے پاس کھڑے ہوئے تھے ایک شخص نے حضور سے عرض کی اور میں سن رہی تھی کہ یارسول اللہ میں صبح کو جنب اٹھتا ہوں اور نیت روزہ کی ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ایسا کرتا ہوں اس نے عرض کی حضور کی ہماری کیا برابری حضور کو تو اللہ عزوجل نے ہمیشہ کیلئے پوری معافی عطاء فرمادی ہے آلخ (فتاوی رضویہ امام احمد رضا خاں صاحب ج ۴ ص ۴۱۵/۴۱۶)

یہاں اعلحضرت نے امت کی مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور کی مغفرت مراد لی ہے

(۴) جب شیخ گنگوہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کیا کہ خود فخرعالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم"(بخدا میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا) تو اسکے جواب میں اعلحضرت فاضل بریلوی نے فرمایا۔

> خود قرآن عظیم و احادیث صحیحہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اسکا ناسخ موجود کہ جب آیت کریمہ لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر اتری یعنی تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے

پچھلے گناہ، صحابہ نے عرض کی ھنیئا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ لک ماذا یفعل بک فماذا یفعل بنا۔ یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف صاف فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا۔ رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کریگا اسپر یہ آیت اتری لیدخل المؤمنین والمؤمنات (الی قولہ تعالی) فوزا عظیما۔ تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہینگے انمیں اور مٹادے انسے انکے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔ یہ آیات اور انکے مثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل شہیر ایسوں کو کیوں نجھائی دیتیں۔ (ابناء المصطفیٰ، امام احمد رضا خاں صاحب ص ۸۔۹)

بہر حال ان چاروں عبارات میں خود اعلحضرت نے ذنبک سے امت کے ذنب کی مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور کی مغفرت مراد لیکر ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکا تعلق حضور سے قائم رکھا ہے۔ جبکہ شرعی علوم سے ناواقف مفتی صاحب کا فتوی ہے اور اسپر علمائے کرام کی تصدیقات ہیں کہ ذنب کی کوئی بھی تاویل کریں اگر اسکی نسبت کسی نے بھی حضور کی طرف کردی تو اسکا ایمان بھی خراب ہوگیا وہ کافر بھی ہوگیا، جہنم اسکا مقدر بن گیا، آخرت اسکی برباد ہوگئی ہے، عبد اللہ بن ابی کے ساتھ اسکا حشر ہوگا۔ اور گستاخی رسول کے باعث توھین رسالت کی جو سزا ہے اسپر نافذ ہوگی۔

اب میں اس جاھلانہ فتوے کی تصدیق و تعریف فرمانے والے علمائے کرام سے مؤدبانہ انداز میں دریافت کرتا ہوں کہ اعلحضرت کی ان مندرجہ بالا عبارات میں مغفرت ذنب کا تعلق امت کے ساتھ نہیں ہورہا بلکہ واضح اور صریح طور پر حضور کے ساتھ ہورہا ہے اور یہاں اعلحضرت نے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت والا ترجمہ نہیں کیا بلکہ خود حضور کی مغفرت کا ترجمہ کیا ہے۔ اور بطور تاویل حضور ہی کے ذنب کی مغفرت مراد لی ہے تو اب آپکے تصدیق شدہ فتوے کی رو سے کیا معاذ اللہ اعلحضرت فاضل بریلوی کا ایمان بھی خراب ہوگیا؟ کیا انکا بھی عبد اللہ بن ابی کے ساتھ حشر ہوگا؟ کیا انکی بھی آخرت برباد ہوگئی؟ کیا

وہ بھی کافر ہوگئے؟ کیا انکا بھی جہنم مقدر ہوگیا۔ کیا گستاخی رسالت کے سبب وہ بھی مرتد ہوگئے اور توھین رسالت کی سزا کے مستحق ٹھرے؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

(۵) اسی طرح اعلحضرت فاضل بریلوی کے کلام میں لفظ خطاء اور لفظ معصیت کی نسبت بھی معصوم انبیاء علیھم السلام کی طرف پائی گئی ہیں۔ مثلاً آیۃ مبارکہ والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (الشعراء ص ۸۰/۲۶) میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے جسکا ترجمہ اعلحضرت یوں فرماتے ہیں۔

اور وہ جسکی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔ (کنزالایمان)

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت دیتے ہوئے آیۃ مبارکہ کا یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ و عصے آدم ربہ۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی۔ (فتاوی رضویہ، امام احمد رضا خاں صاحب ج ۹ ص ۷۷)

جبکہ ایک خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ غیر معصوم چاہے کوئی بھی ہو اگر خطاء کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے تو یہ اسکی خطاء ہے۔ معصوم کو خطاء کار یا مذنب کہنا غیر معصوم کی خطاء ہے اب ان خطیب صاحب کا اعلحضرت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیونکہ یہاں بھی ایک غیر معصوم (اعلحضرت) نے ایک معصوم (حضرت ابراھیم علیہ السلام) کی طرف خطاء کی نسبت کی ہے۔ اور دوسرے معصوم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت کی ہے۔ اور تیسرے معصوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (مندرجہ بالا حوالوں میں) ذنب کی نسبت کی ہے کیا اعلحضرت بھی خطاء کار ہیں۔ کیا انسے بھی خطاء ہوگئی؟ کیا انہوں نے بھی ایک ناجائز کام کیا ہے۔

صدر الافاضل کا کلام:-

اعلحضرت کے چہیتے اور سب سے اھم اور مشہور خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولینا نعیم الدین مراد آبادی کی ایک عبارت میں بھی لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک والی آیت سے امت یا اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت مراد نہیں ہے۔ بلکہ خود حضور کی مغفرت ذنب

مراد ہے۔ انکے نزدیک بھی اس آیت میں ذنب کی نسبت امت کی طرف نہیں بلکہ خود حضور کی طرف ہے چنانچہ حضرت صدر الافاضل وماادری مایفعل بی ولابکم کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزی کی قسم اللہ تعالی کے نزدیک ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال یکساں ہے انہیں ھم پر کچھ بھی فضیلت نہیں اگر یہ قرآن انکا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو انکا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دے تا کہ انکے ساتھ کیا کریگا تو اللہ تعالی نے یہ آیت لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائیگا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہار یہ آیت نازل ہوئی لبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیرا () تو اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اور مومنین کیساتھ کیا۔

حضرت صدر الافاضل نے یہ فرماکر کہ اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اس بات کی صراحت کردی کہ انکے نذدیک لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک میں حضور کے ذنب کی مغفرت مراد ہے امت کے ذنب کی مغفرت مراد نہیں۔

اسی قسم کی تفسیر علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے۔ (جیسا کہ گزشتہ اوراق میں گزری)

اب کیا ان مقتیان کرام کی فتوی کی رو سے اعلحضرت اور انکے چہیتے اور خاص شاگر اور خلیفہ صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی، اور مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی لیغفرلک اللہ والی آیت میں امت کی مغفرت کے بجائے خود حضور کی مغفرت مراد لینے اور ذنب کا

تعلق امت کے بجائے حضور سے کرنے پر کیا یہ حضرات بھی گستاخ بے ادب اور کافر ٹھیرینگے اور توھین رسالت کرنے پر واجب القتل قرار پائینگے۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)۔

اعلحضرت کے والد کا کلام:۔

اعلحضرت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور اپنے وقت کے متبحر عالم دین علامہ مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک حدیث مبارک کا ترجمہ کرتے ہوئے ذنبک سے امت کے گناہوں کی مغفرت مراد نہیں لے رہے۔ بلکہ اس سے خود حضور کی مغفرت مراد لیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> مغیرہ بن شعبۃ کہتے ہیں آپ نے اسقدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوج گئے لوگوں نے کہا کہ آپ تکلیف اسقدر کیوں اٹھاتے ہیں کہ خدا نے آپ کو اگلی پچھلی خطاء معاف کی۔ فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً
> (سرور القلوب، شاہ نقی علی خاں ص ۲۳۲)

اسی حدیث مبارک کا ترجمہ اپنی دوسری کتاب الکلام الاوضح میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کہ خدا نے اگلے پچھلے قصور آپکے معاف کر دئے" (الکلام الاوضح، علامہ نقی علی خاں ص ۳۲۲)

ایک مقام پر آیۃ مبارکہ لیغفرلک اللہ میں ذنب کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونے کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> دیکھو آیۃ مبارکہ لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر باوجود عصمت انبیاء کے وارد کبھی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب کو ایک قسم کی خصوصیت کے ساتھ ممتاز فرماتا ہے۔ اور اس سے مقصود صرف عزت بڑھانا ہے نہ کہ وقوع اسکا جیسے بعض مصاحبوں اور وزیروں کے لئے حکم ہوتا ہے ہم نے تین خون تجھے معاف کیے حالانکہ بادشاہ جانتا ہے ایسے شخص مہذب سے خون کبھی واقع نہ ہوگا یا کبھی بعض وزراء کے صوبوں اور سرداراں ملک کے نام حکم جاری ہوتا ہے

جب وہ تمہارے پاس آئے تو اسکے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اسکی اطاعت واجب جانو اگرچہ وہ وزیر کبھی دار الخلافہ سے باھر نہ جائے ہاں اس قسم کی باتوں سے عزت اس مصاحب اور وزیر کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ سو یہاں بھی عزت اپنے محبوب کی بڑھانا مقصود ہے۔ (سرور القلوب، شاہ نقی علی خاں، ص ۲۲۶)

اعلحضرت کے والد گرامی بھی آیۃ مبارکہ میں امت کے بجائے خود حضور کی مغفرت مراد لیکر ذنب کی نسبت کو حضور ہی کے ساتھ قائم رکھے ہوئے ہیں اور اسکی توجیہ وہ ہی فرمارہے ہیں جو میں نے ابتداء میں علامہ سبکی علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی اور شیخ محقق کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ اس کے متعلق بھی وہ ہی مفتی صاحب فرماتے ہیں۔

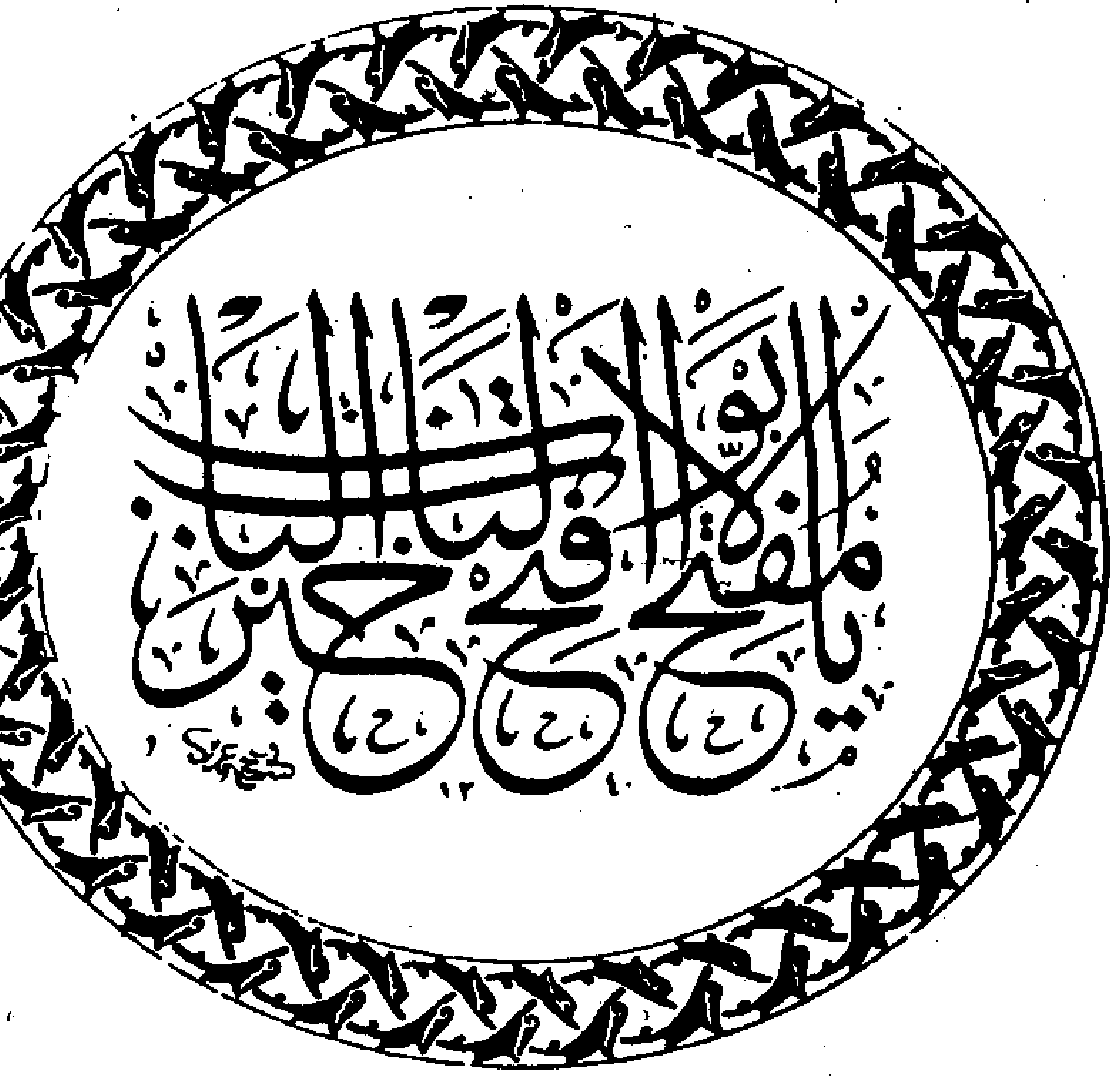
کہ سات خون معاف کرنے کی مثال اور یہ توجیہ بڑی بھونڈی اور احمقانہ ہے اور ایسی مثال حضور پر فٹ کرنا سخت توھین گستاخی اور بے ادبی ہے۔

جن علمائے کرام نے اس فتوے کی تعریف وتصدیق فرمائی ہے انسے میں بڑے ادب کیساتھ عرض کروں گا کہ اب جبکہ بعینہ یہ توجیہ اعلحضرت کے والد گرامی نے بھی فرمادی ہے تو اب آپکی اعلحضرت کے والد گرامی کے بارے میں کیا رائے ہے کیا انہوں نے بھی کوئی بھونڈی اور احمقانہ بات کی ہے اور کیا وہ بھی آپ کے فتویٰ کی رو سے بے ادب وگستاخ قرار پائینگے؟

آخیر میں پھر میں علمائے کرام سے بڑے احترام کیساتھ یہی گزارش کرونگا کہ آپ کو اللہ نے علم دیا ہے۔ خدارا کسی کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا کیجیئے کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔ اسکے جاھلانہ اور ملحدانہ فتووں کی زد میں کون کون آرہا ہے معاذاللہ! جس کفر و ارتداد اور جہالت وگستاخی کے فتوے کی زد میں انبیاء اور صحابہ سے لیکر اس دور کے غزالیٔ زماں تک سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء صوفیاء اولیاء مفسرین و محدثین آرہے ہوں۔ ایسے فتووں کی تصدیق کرکے آپکو کیا ملیگا؟ کہیں لاشعوری طور پر آپ کسی نئے فرقہ کے وجود میں

لانے کی سازش کا شکار تو نہیں ہورہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔



حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت خواجہ شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

(۱) توضیح العقائد: اللہ رب العزت، اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے کا مفصل بیان۔

(۲) رکن دین: ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت، وضو، غسل، آذان، تکبیر اور نماز کے اوقات اور ان کے مسائل، ہر مہینہ کے مختلف نوافل اور ان کے فضائل اور فوائد کا بیان۔

(۳) کتاب الزکوۃ: زکوۃ عشر اور صدقہ فطر کے مسائل، مصارف اور فوائد کا بیان۔

(۴) کتاب الصیام: رمضان المبارک اور ہر مہینہ کے فرضی اور نفلی روزوں کی تفصیل، ان کے مسائل، فضائل اور فوائد پر بے نظیر کتاب۔

(۵) کتاب الحج: حج، عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے مستند فضائل، مسائل، صوفیانہ اور عاشقانہ رنگ میں اس کے اسرار و رموز پر اپنی نوعیت کی ایک نرالی کتاب۔

رکن الاسلام پبلیکیشنز - ھیرآباد حیدرآباد

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی نئی تصانیف

(۱) فوٹو اور وڈیو کا شرعی حکم

(۲) ڈاڑھی کا شرعی حکم

(۳) برتھ کنٹرول کا شرعی حکم

(۴) اسبال (ٹخنوں سے پاجامہ نیچے کرنے کا شرعی حکم)

(۵) لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم

(۶) گنہگار اور رحمت پروردگار

رکن الاسلام پبلیکیشنز۔ آزاد میدان بیرآباد حیدرآباد



صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی دیگر تصنیفات

(۱) سندھ کے صوفیائے نقشبند :۔ (دو جلدیں)
تصوف کی تعریف، اہمیت، فضیلت اور تمام سندھ کے نقشبندی صوفیاء کے حالات

(۲) بزم جاناں :۔ پاک و ہند کی عظیم روحانی شخصیات حضرت خواجہ محمد رکن الدین اور حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوریؒ کے حالات

(۳) تجلیات ضیائے معصوم :۔ افغانستان کی ایک عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ ضیائے معصوم کابلی افغانی اور انکے آباؤ اجداد اور انکی اولاد امجاد کے حالات

(۴) جدید طبی مسائل کا شرعی حل :۔ پلاسٹک سرجری، اعضاء کی پیوند کاری، بیوی کو خون دینا، الکحل ملی دواؤں کا حکم روزہ میں انجکشن اور ڈرپ وغیرہ کا حکم

(۵) درس قرآن :۔ بعض اہم عقائد و اعمال سے متعلق منتخب آیات کا ترجمہ اور مختصر سی تفسیر پر مشتمل تربیتی نصاب

(۶) درس حدیث :۔ بعض اہم عقائد و اعمال سے متعلق منتخب احادیث کا ترجمہ اور تشریح پر مشتمل ایک تربیتی نصاب

(۷) حق نبی :۔ ایک علمی بحث مقتدر علماء کی تصدیقات کے ساتھ

(۸) رحمۃ للعالمینؐ کی دعائیں :۔ مختلف مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول معتبر دعاؤں کا مجموعہ

(۹) فتاویٰ :۔ مختلف فقہی موضوعات پر لکھے ہوئے سوالوں کے محققانہ اور دلائل سے مرصع جوابات

رکن الاسلام پبلیکیشنز :۔ آزاد میدان ھیرآباد حیدرآباد۔